NO. 15.

THE HISTORY OF PERSIA

From the most early period to the present time, containing an account of the religion, Government, usages, and character of the inhabitants of that kingdom

BY

MAJOR GENERAL SIR JOHN MALCOLM G. C. B., K. L. S.

GOVERNOR OF BOMBAY.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

PART II.

تاریخ ایران

حصہ دوم

جس میں ہر اوقات قدیم زمانہ سے زمانہ حال تک سلطنت مذکور کے باشندوں کے مذہب اور طرز حکومت اور راہ و رسم اور خصلت کا ذکر ہی

مؤلفہ

میجر جنرل سر جان میلکام صاحب بہادر جی سی بی کے ایل ایس گورنر سابق بمبئی

جسکو

سیٹنفک سوسائیٹی علیگڈہ نے اردو زبان میں ترجمہ کرکے مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1873.

Price per Copy R. 1.

فی جلد ایک روپیہ

چھٹا باب

ملیونکے عہد سلطنت اور دیلمی وغیرہ خاندانون کی اصل حقیقت کے بیان مین

واضح ہو کہ ہم اب تاریخ ایران مین ایک نئے سن کا آغاز کرتے ہین اگرچہ
سلمانونکے دخل و تسلط سے بہت بڑا انقلاب اوس ملک مین واقع ہوا اور
سکا بالکل بدل گیا اور وہانکے باشندون مین بہت سا تغیر آگیا مگر
مکرانی کے طور و طریقے جون کے تون باقی رہے اور کسی بات مین
وت کو دخل حاصل نہوا اور غالب یہ ہے کہ قدیم ایران کا حال
رہا کہ اب ایسی ہی خفیف باتونکی فروگذاشت سے جنکے ذریعہ سے تاریخ

تیرہ حالات کی نسبت تھوڑی بہت روشنی حاصل ہوسکتی ہے حال مذکور کی شرح و بیان مین زیادہ گو کوئی واقع ہوئی ہوگی مگر عرب کی فتح سے نادرشاہ کے عہد حکومت تک اون خاندانون کے حال کا بیان جو ایران پر قابض و متصرف رہے بطور مختصر ہی کافی و وافی ہوگا اور نادرشاہ کی تخت نشینی کے بعد کا بھی حال اچھی تفصیل سے بیان کرنا ضروری ہوگا اسلیئے کہ اوس زمانہ سے ہر واقعہ کو خاص اوس تعلق کی ضرورت سے جو مشرق کے حالات موجودہ سے حاصل ہے فخر و اعتبار اور شان و شوکت حاصل ہوگی *

تاریخ حال کے مقدمہ مین اسباب و مصالح کی کمی کوتاہی کا شکوہ نہین کرسکتے مگر باوجود اسکے بہت سے اچھے اچھے مسلمان مورخون نے صرف واقعہ نویسی پر قناعت کی چنانچہ ہر برس کے واقعونکو بہت درستی سے بیان کیا اور گاہے گاہے بادشاہونکے خاص خاص لطیفون سے تاریخ کو زینت فراوان اور رونق بے پایان بخشی اگرچہ بیان اونکا طرز سلاست کی جہت سے ... واقف ہین کے شایان و قابل ہے اور وہ بیانات مذکورہ وثوق

ماد کے لایق ہین مگر حسب کہ وہ اپنے مربی بادشاہونکا حال لکھتے ہین
ہو وہ سرائی اور یاوہ گوئی سے محفوظ نہین رہتے اور با وصف اسکے
ئی تاریخون مین کوئی بات ایسی پائی نہین جاتی جسمین شوق و ذوق
سیجان و حرکت پیدا ہووے ان ہر باتسمجھتے کہ کوئی ایرانی
یخ اوس تعصب سے پاک و صاف ہوتا ہے جو جامی مورخون مین
جاتا ہے گو اوسکی تاریخ مین مذہبی خیالونکے جوڑ توڑ پائے جاوین
ہی انتظام کی تائید و حمایت نہین کرتا یہی باعث ہے کہ اوس سے
ت کم گمراہی واقع ہوتی ہے مگر یہ وصف اوس ایرانی مورخ کے اون
ون کی ضرورت سے ہوتا ہے جن مین اوقات بسر کرتا ہے اور نیز
اعمال و افعال کے باعث سے جنکو وہ مفصل لکھتا ہے ایشیا کے
ح اون تبدیلیونپر بہت کم نظر ڈالتے ہین جو رومیونکے طور و طریقون
س معاشرت کے رنگ ڈھنگ مین اور حکم و حکومت کے طرز و انداز و
واقع ہوتی ہین اور حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ انتظام سلطنت کے علم و

بہت سے محض ناآشنا ہوتے ہین اور ایسے معاملوںپر بحث وتکرار یک قلم نہین کرتے
جو قوموں کے ادبار و اقبال کا باعث پڑتے ہین بالخصوص اپنے
حاکمون کی خوبی وخصلت سے بحث کرتے ہین اگرچہ یہ امر مسلم ہے کہ ایسے
لوگ اکثر غلطیونسے محفوظ ومامون رہتے ہین مگر اوس حسن ولطافت کے
کسی جزو لطیف کو حاصل نہین کر سکتے جو ایسے مورخونسے مخصوص ہے جو
اچھے وقتوںمین پیدا ہوئے اور اس نے تاریخ مین حکمت کی چاشنی دی
کہ گذشتہ سرگذشتون کے دیکھنے سننے سے پچھلے لوگون کو نصیحت
حاصل ہووے*

بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوا ہوگا کہ مشرقی تاریخون کے
عیب ونقصان کی یہ وجہ نہین کہ اونکو تاریخ نویسی کی لیاقت نتھی
بلکہ صرف یہ باعث ہے کہ وہ لوگ ایسے وقتون مین پیدا ہوئے جنکے
بڑے بڑے حالات اونکو لکھنے پڑے خود مختاری کی داستانین اور
زور ظلم کی کہانیان برابر واقع ہوتی ہین خود مختار بادشاہون اور

نا خداترس وزیرون کے متواتر ہونے سے وہ بڑی بڑی تاریخین جنمین حالات اوسکے مندرج ہوتے ہین نامون اور جبر مون کی فہرستین بن جاتی ہین غرضکہ ایسے سواد و مصالح سے کسی تاریخ کا بنانا نہایت دشوار ہے اور ایسے اسباب و لوازم کی افراط و کثرت سے کام کی دشواری مین کوئی تخفیف و آسانی حاصل نہین ہوسکتی *

یزدجرد کے بھاگنے پر خلیفہ کے سرداروں نے تمام ایران کو فرات سے جیحون تک روندکر برابر کیا اور شاندار اور مقدس چیزونکو غیظ و غضب کے مارنے خاک مین ملایا اور بہت سے ایرانیون نے زور و ظلم کے ڈر سے اسلام کو قبول کیا اور جو لوگ اپنے دین پر قایم رہے اور مار پیٹ اونکی نہ اوٹھا سکے وہ دیس اپنا چھوڑکر نکل گیے اور فیروزمندونکو یہانتک ترقی حاصل ہوئی کہ عرب کے گانو کے گانو اپنے جلتے بلتے میدانونکو چھوڑ چھاڑ کر بلخ و خراسان کے ٹھنڈے ٹھنڈے ملکون مین پھیلے اور جہان جہان وہ لوگ اباد ہوئے

پہلے پہولے اور پیٹ بہر کر بہرے بہرے ہوئے چنانچہ آل اولاد
اونکی ابتک انوکہی قومین ہین اور طور وطرز اونکے اچہوتے اور
سب سے نرالے ہین گو زبان اونکی بدل سدل گئی اور جب کہ یہ بڑی
فتح پوری ہوگئی تو خلیفہ نے مختلف حصونپر عامل مقرر کئے غرضکہ
تمام ایران دوسو برس تک خلفای عرب کی خلافت کا صوبہ رہا
اگرچہ تاریخ اس زمانہ کے فیروز مندونکی تاریخ مین پائی جاتی ہے مگر
بڑی قدر اوسکی پائی نہین جاتی اس لیئے کہ بہت تھوڑا بیان اوسکا
کیا ہے یعنی تاریخ عرب مین حکام ایران کی خفیف بغاوتونکا حال سنا لکہا
جنکا یہ قاعدہ تہا کہ خلیفونکے ضعف وادبار پر اپنی عارضی ریاستونکو موروثی
ریاستین بنانا چاہتے تہے اور اونکے اقبال و دولت پر اطاعت کو غنیمت
سمجہتے تہے *

خراسان کے صوبہ مین تین نسلین پائی جاتی ہین جو طاہر ذو الیمینین
کی آل و اولاد ہین اور جنکو بادشاہی قوت حاصل تہی اور جب کہ مامون نے

طاہر کے پوتہ کی معزولی چاہی تو اوسکے چچا کو برانگیختہ کیا اور اس انتظام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے جاگیردار قایم ہوئے جنکے خلیفونکو اونکے باہمی تنازعو پیدا ہونے سے نام کی حکومت حاصل تھی مگر اسلیئے کہ کوئی ملک ایسی حالت پر مدت تک قایم نہین رہ سکتا تو اسلام مین ضعف آگیا اور اوسکی حرارت بہت دھیمی پڑگئی چنانچہ خلیفہ کی ذات کو پہلے کے موافق میمون و مبارک نسمجھا اور اوسکے بزرگونکی مانند اوسکے حکمونکا امتثال اچھی طرح سے عمل مین نہ آیا بلکہ ٹھٹھ کا پتلا اور مٹی کے ادھو بنا رہا اور خاص بغداد مین اوقات اپنی جون تون کاٹے گیا اور ایسے سردار ونکے سکھانے پڑھانے پر چلتا رہا جو برای نام اوس کے مطیع و تابع کہلاتے تھے اور نفسانی شہوتین بھی ایسی ہی پھیکی پڑگئی تھین جیسے کہ اوسکے مذہبی اختیارون مین فتور و قصور آگیا تھا اور اوسکی متمرد فوجین ایسے ضلعون کو بھی غاصبون کی مار دھاڑ اور غنیمونکی لوٹ کھسوٹ سے بچا سکین جو خاص دار الخلافت کے قرب و جوار مین واقع تھے اور اون دور دراز صوبونکے مطیع و تابع رکھنے کی توان و طاقت نتھی جنکا حاکم عز

خطبون مین نام اوسکا پڑہتے تھے اوکسی قسم کی خیرخواہی اور وفاداری نکرتے تھے
کشور ایران کی وہ قوی سلطنت جو کسی زمانہ مین بڑی مغرور و متکبر
تھی علی و عمر کے ضعیف جانشینونکے ہاتھون مین ایسی ناتوان ہوگئی کہ وہ
ہر دلاور جوان بازار و بہادر صف شکن کے قبض و تصرف کی منتظر رہی چنانچہ
بہت سے حملہ آورونکو ترغیب اوسکی دامنگیر ہوئی اور وہ ترغیب اوسکی
بربادی کا باعث پڑی اور آخر کار ایسے آدمی کے ہاتھ آئی جسکی اصل و
حقیقت یہ ہے کہ نہایت ذلیل لوگون مین پیدا ہوا اور عقل و شجاعت کی
بدولت عزیز و مکرم ہوگیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یعقوب بن لیث ایک
صفار لیث نامی کا بیٹا تھا جو بلاد سیستان مین بود و باش اپنی رکھتا تھا اور
باپ کے پیشہ سے اوقات اپنی کاٹتا تھا مگر جو کچھہ خود کماتا تھا اور جو باپ سے
پاتا تھا وہ تمام اپنے یارونکو کھلاتا تھا یہانتک کہ وہ اپنے کھلانے اور نے
سے یارونکی آنکھون مین عزیز و مکرم ہوگیا اور جون ہی کہ وہ جوان کبرو ہوا تو
اوسکی خواہشونکو ترقی ہوئی مگر آمدنی کا ذریعہ انکی خواہشونکو پورا نکر سکا

اور اون جوان یار ون سے سرخرو ہوسکا جنکے لیئے دینے مین کمی کوتاہی نکرتا تھا
غرضکہ ملک کی صورت بگڑی دیکھ کر لوٹنے کھسوٹنے پر کمر باندھی اور چار و نطرف
ایاہے ویسے ہاتھ مارنے لگا یہانتک کہ وہ لوگ اوسکے ساتھی ہوگئے جو اوسکے
لوٹکھسوٹ مین شریک اوسکے تھے اور اوسکی فیاضی کے باعث بڑے سچے غرضکہ
ساتھیونکی کثرت تعداد اور مہمونکی کامیابیونسے بہت جلد اوسکو شہرت
حاصل ہوئی اور مظلومونکی دلاسائی سے بات اوسکی بلندی کو پہونچی اور
حقیقت یہ ہے کہ ایسے زمانہ مین جبکہ ایران کا حال تباہ تھا ایک ایسے
لشکر کا سردار ہونا جو بخت و دولت دونو کی حمایت رکھتا ہو کچھ بڑی بات
تھی غرضکہ ایک ایسا آدمی جو دلیری بہادری اور حکمرانی و فرماندہی کی
لیاقت رکھتا تھا ابتدائی حال مین بڑے مطلب کو پہونچا بیان اوسکا یہ ہے
کہ صالح بن نصر نے سیستان کی حکومت پر قبضہ کیا تھا اور حاکم خراسان
طاہر بن عبداللہ نے اوسکو کہین دھمکایا غرضکہ حاکم سیستان سے یعقوب
بن لیث نے اجازت چاہی اور یعقوب ایسے مرتبہ کو پہونچا کہ حاکم مذکور کے

بھائی سے فوج کی حکومت اوسکو عنایت فرمائی یعقوب نے پہلے پہل یہ کام
کیا کہ اوسنے درہم بن نصر کو پکڑ کر خلیفہ کی خدمت مین روانہ کیا اور بجلدوی
اوسکے صوبہ سیستان کی حکومت کا خواستگار ہوا اور یہ اقرار کیا کہ اس خانہ زاد سے
مرنے دم تک کبھی نافرمانی نہو گی اور بطور نیابت حاکم رہیگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ
متوکل باللہ نے جو اوس زمانہ مین خلیفہ تھا یعقوب کے دعوی باطل سے کچھہ
ہمت کی اس لیئے کہ متوکل کے قتل سے پہلے یعقوب نے قبض و دخل اپنا کر لیا تھا
یعقوب نے اپنی قوت بڑھانے مین کمی کوتاہی نکی بلکہ تربت پھرت اوسکو بڑھا کر
بہت دور اوسکا مرتبہ پہونچایا چنانچہ پہلے پہل اوس نے خراسان کے حاکم سے
مقابلہ کیا اور ہرات کا قلعہ اوسکے ہاتھون سے نکالا بعد اوسکے صوبہ کرمان کو
دبا لیا اور اوسکو بھی حکومت اپنا بنا کر شیراز کی جانب متوجہ ہوا اور
اوسکو بھی دخل و تسلط کے شیرازہ مین کھینچا *

جب کہ یعقوب اس مہم سے واپس آیا تو اوسنے متوکل باللہ کے
فرزند ارجمند یعنی معتمد باللہ کی خدمت مین تحفے تحایف روانہ کیئے جو تخت خلافت پر

متمکن تھا اور جس افسر کو ساتھہ اوسکے کیا اوسکو یہ حکم اوس نے دیا کہ وہ
یعقوب کی خلقہ بگوشی بیان کرے اور تحکومی اوسکی لازمان خلافت کی نسبت
جتلا دیوے مگر باوصف اسکے خلیفہ معتمد با بعد یعقوب کے برا بھلا کہنے سے باز رہا
اور جب کہ یعقوب نے دوبارہ فارس پر حملہ کیا او خلیفہ کے دربار سے یہ پیغام اوسکو
پہونچا کہ اگر وہ اس حملہ سے دست کشی کرے تو بلخ و بخارا کی حکومت اور عمدہ
خطاب و خلعت علاوہ اوس حکومت کے جو بلاد سیستان پر اوسکو حاصل ہے دیگا
بے اشتباہ ما بدولت سے عنایت ہوگا شرایط مذکورہ کو جی جان سے
قبول کیا اور نائب خلیفہ کا خطاب اختیار کرکے جسکا وہ اہل و قابل ہوگیا تھا
بلخ کی جانب روانہ ہوا اور بلخ و کابل پر قبضہ کیا بعد اوسکے خراسان کی جانب کو
باگ اوٹھائی اور اسی برس مین طاہر ذوالیمین کے پچھلے جانشین سے لڑائی
کی طرح ڈالی اور بزور اقبال اوسکو گرفتار کرکے ایک سو ساٹھہ ہزار اوسکے
لونڈی غلامون اور نوکر چاکرون سمیت اپنی قلمرو سیستان کو روانہ ہوا بعد اوسکے
اپنے دھندون مین پھسا رہا اور انجام کار اوس لڑائی مین جو مقام سار او واقع

ولایت مازندران مین واقع ہوئی تھی حاکم مازندران کو شکست فاش دیکر
اگرچہ وہ شامت کا مارا جان اپنی بچا کر کترا پڑا گیا ان کو بھگا گیا مگر یعقوب نے
اوسکا پیچھا دبایا اور آب وہوا کے فساد و عفونت سے بہت سے یار فرمائی ہوگئے
ضائع ہو گئی یہانتک کہ کام ناکام اوسنے سیستان کا ارادہ کیا اور وہان
پہونچکر ایک ایلچی بغداد کو باین غرض بھیجا کہ وہ اب بڑے اکرام وانعام کا
مستحق وقابل ہے اس لیئے کہ اوس نے خراسان وطبرستان کے باغیونکو
دبا بچایا اور ملازمان دولت کی طرح کام انجام دیا خلیفہ نے پیغام مذکور کو
شان خلافت کے خلاف تصور فرمایا اور یہ حکم نافذ کیا کہ یعقوب کو باغی خلافت
قرار دیا جاوے اور اون ملکون کی ساری مسجدون مین جو اوس نے
فتح کیئے تھے عین خطبون مین نام برائی سے لیا جاوے اور بہت سا لعنت
ملامت کیا جاوے مگر یعقوب نے نام شاہ کے حکم نافذ پر کچھل کچھ خیال کئے بغیر اور
فارس پر حملہ کیا اور اوسکو مطیع ومحکوم اپنا بنایا بعد اوس کے یعقوب کے
وسیلے تو تصور ہوے اور اوسکے اس بڑے مطلب کے موافق بڑی کی بغداد پر

قبض و تصرف کر کے خلیفہ کے اختیار و نکو پورا پورا حاصل کرے اور برای نام اونکی
حکومت کو قایم رکھے چنانچہ معتمد مابعد نے خوب سوچ سمجھ کر اندیشہ کیا اور حکومت
طبرستان و خراسان و فارس کی بابت خطاب خلعت روانہ کر کے ضعیفوں کی
مانند آشتی چاہی اگر یعقوب اونکو تسلیم کرتا تو پہلی حکومت سے علاوہ ممالک
مذکورہ کی حکومت پر قبض و دخل اوسکا ہو جاتا مگر یعقوب نے صاف انکار کیا
اور ایلچی سے کھلم کھلا کہا کہ جو ملک اپنی خوشی عنایت فرماتے ہین وہ بزور شمشیر
اپنے دخل و تسلط مین ہین یہ خطاب خلعت کسی ایسے آدمی کو عنایت فرمانا چاہیے
جو ممنون احسان اور مرہون منت ہووے اور میرے استحقاق کو تسلیم نکرے
غرضکہ یعقوب بن لیث کی اولوالعزمی مذکور الصدر گستاخی سے بخوبی واضح ہوئی
اور بغداد کا افسردہ پژمردہ دربار ایکدو گھڑی کے لیئے چونک چیت کر ہوشیار ہوا
یہانتک کہ فوج کے بنانے سنوارنے مین بڑی کوشش برتی گئی اور خلیفہ کے بھائی کو
فوج کی سرداری یعنی سپہسالاری سونپی گئی جو اس بڑے کام کے سزاوار و
شایان تھا چنانچہ بغداد کے قریب اوسنے یعقوب کا مقابلہ کیا اور چون تون کر کے

شکست اوسکو دی مگر یعقوب ایسی شکست سے شکستہ خاطر نہوا اور بہت جلد اوسنے
فوج شکستہ کی اصلاح و مرمت کرکے بغداد کا دھاوا کیا یہان تک کہ خلیفہ نے
یہ سوچ سمجھ کر کہ اگر خدا نخواستہ لڑائی کا طول کھنچا اور کوئی شکست ادھر پڑی
تو جان بچنے کی صورت مین بھی ضعف قوت کو حاصل ہوگی یعقوب کے
پاس ایک اور ایلچی بھیجا اگرچہ یعقوب اسوقت ایک مرض کے مارے اپنے جینے سے
نہایت تنگ اور اپنے مرنے پر بغایت راضی تھا مگر با وصف اسکے اوس نے
ایلچی کو سامنے بلایا اور حسب حکم ہوتے ہی پیاز کی دو گنٹھیان اور روٹی
کے روکھے سوکھے ٹکڑے اور چمکتی دمکتی تلوار اوسکے آگے رکھی گئی تو ایلچی سے
یہ کہا کہ اپنے آقای نامدار کے کانون مین یہ فقرے ڈالنا کہ یعقوب کی عمر مستعار کا
تصفیہ تلوار کی دھار سے ہوگا اور ظفریابی کی صورت مین جو بات اوسکے
جی مین آوے گی وہ بلا تکلف کریگا اور اگر خلیفہ کے نصیبون نے یاوری کی
اور یہ پایہ اوس کے ہاتھ آیا تو یہ واضح رہے کہ یہ روٹی اور پیاز اوس کی
غذا ہے اور ایسے آدمی پر جو ایسی روکھی سوکھی غذا کا عادی و خوکردہ ہووے

نہ خلیفہ غالب آسکتا ہے اور نہ تقدیر اوسکا کچھہ کرسکتی ہے حاصل یہ کہ یہ کام
اوسکا وہ ہے کہ بعد اوس کے کوئی کام اوس کا تاریخ مین مندرج نہین اور
اسی پچھلے کام سے اولوالعزمی اوسکی ظاہر ہوتی ہے بعد اوسکے دو دن
جیا اور بقول سیر اخوند کے ۲۶۵ سنہ ہجری مین مرگیا اور ایران کی حکومت کو
عمرو بن لیث اپنے بھائی کے لیئے چھوڑ گیا*

سارے مورخون نے یعقوب بن لیث کو ایسا آدمی بیان کیا جسکے
رنگ ڈھنگ اچھے اور سیدھے سادھے تھے اور جو لوگ اوسکے مطیع و
تابع تھے وہ جان اوسپر دیتے تھے اور جو ابتدای عمر مین یار غار اوسکے
تھے وہ اوسکے عہد حکومت مین بڑے بڑے مرتبون کو پہونچے
اور اوس گفتگو سے جو ایلچی اوسکے سے کی تھی دریافت ہوتا ہے کہ وہ اعتدال
اور سلامت روی کے فخر پر مرتا تھا چنانچہ اوسکا ڈیرہ ادنی سپاہی کے
ڈیرہ سے اعلی نہوتا تھا اور عیاشی سے سخت متنفر تھا اور استقلال و
شجاعت کی بدولت ایسی کامیابی کے شایان و قابل معلوم ہوا جسکو

اوس نے ظلم وستم کے ذریعہ اور بے رحمی ناخدا ترسی کے وسیلہ سے
حاصل کیا تھا اگرچہ یہ بات بھی نادر ہے کہ یعقوب کی تاریخ ایرانی مورخون نے
لکھی ہے جو شیعون کے اصول و قواعد سے وابستہ اور ایسے سردار کی انس و
محبت کے پابستہ ہین جس نے سنی خلیفون کی سرداری کو پامال کیا چنانچہ
وہ لوگ اس بات کے اثبات کے لیئے کہ یعقوب اصل مین شیعہ تھا یہ
بیان کرتے ہین کہ ایکدن کہین اوسکو یہ پرچا لگا کہ فوج کے ایک افسر
ابو یوسف نامی نے عثمان کو برا بھلا کہا یعقوب نے یہ تصور کیا کہ اوسنے
عثمان سنجوری یا اوسکے رفیق و معاصر کی گستاخی کی اور مجرد اسکے
ابو یوسف کے حاضر کرنے اور سخت سزا دینے کا حکم نافذ کیا مگر اوسکے
وزیر نے جو ایک سنی مسلمان تھا اوسکے غیظ و غضب کو زیادہ بھڑکانا
چاہا اور مجرم کی جانب اشارہ کرکے یہ عرض کیا کہ یہ وہی شقی ازلی ہے
جس نے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان والا شان
مین حرف بیجا ادا کیا جون ہی کہ یعقوب نے یہ فقرہ سنا تو وہ مسکرا کر

بولا کہ مین نے اور عثمان سمجھا تھا اور ہمکو اوس عثمان سے علاقہ واسطہ نہین
جبکو اس نے برا بھلا کہا اور وہ ونہی ابو یوسف کو رہائی بخشی یہ یعقوب
اوس خاندان کا بانی تھا جس نے تھوڑے دنون تک کشور ایران کے
بہت بڑے حصہ پر حکمرانی کی اور باقی خاندانون سے بخطاب صفری امتیاز
اوسکو حاصل رہا جو اوس کا اصلی پیشہ تھا *

عمرو بن لیث کی حکومت کا بیان

جبکہ عمرو بن لیث اپنے بھائی یعقوب بن لیث کی گدی پر بیٹھا
تو اوس نے خلیفہ سے مخالفت بنرتی چنانچہ بڑے ادب سے ایک نامہ ملازمان
خلافت کی خدمت مین روانہ کیا اور بلا تکلف اسپر راضی ہوا کہ خراسان و طبرستان
و سیستان و عراق و عجم و فارس پر بلازم خلیفہ کے نام سے قابض متصرف رہے
اور تخت نشین ہوتے ہی یہ حکم نافذ کیا کہ ہزار سوار کا حاکم زر بن جریب اپنے
ہاتھ مین لیکر نکلا کرے اور جب کہ اوس نے ایسے سو سردارون کو
ملاحظہ کیا تو ٹھنڈی آہ بھر کر یہ بات کہی کہ اے سب سے پاک پروردگار ایسی

فوج ایسے وقت مین مجکو عنایت کی ہوتی جب کہ میدان کربلا مین جگر گوشۂ
رسول اور نور دیدہ بتول بھوکا پیاسا دشمنونکے نرغہ مین جینے سے
سیر اور مرنے پر آمادہ تھا مسلمان مورخ کہتے ہین کہ اس آرزو کی برکت سے
وہ بہشت مین بڑے مرتبہ کو پہونچا *
کیئی برس تک بات اوسکی بنی رہی اور خلیفہ وقت کی خدمت
مین تحفے تحایف ہر برس روانہ کرتا رہا اور حاکم بغداد کی خدمات لایقہ کو
جو اوس زمانہ مین ایک بڑا عہدہ تھا جی جان سے بجالاتا رہا مگر بقول اسکے
کہ **شعر** نماند ستمگار بدروزگار ٭ بماند بر و لعنت کردگار ٭ خراسان مین
بغاوت کا جھنڈا قایم ہوا اور وہان کے باشندون نے یہ چاہا کہ عمرو بن
لیث ظالم کے پنجہ سے رہائی پاوین اور خلیفہ سے خواستگار اوسکے ہوئے
چنانچہ معتمد باللہ کا بھائی موافق جو عقل و شجاعت سے معمور اور دربار بغداد کا
انصرام و اہتمام اوسی کی رای و مصلحت پر موقوف تھا خاندان بنی لیث کے
دبانے لجانے پر آمادہ ہوا اور کچھ مصلحت سمجھ کر خراسان کا حاکم نیا مقرر کیا

اور تدبیر مذکور کے راس لانے کی غرض سے ایک بڑی فوج اوس نے
اکٹھی کی اور یہ فرمان نافذ کیا کہ خراسان کے خطبون مین عمرو بن لیث پر
لعنت پڑھی جاوے شاید یہ طریقہ باعث آبرو کے گھٹانے کے لیے موثر ہوگا
اس لیے کہ جب خلیفون کی دولت پر زوال آنے لگا تو یہی طریقہ اونھون
نے برتا گو موافق نے روحانی ذریعون کی نسبت جسمانی وسیلون سے
زیادہ کام لیا چنانچہ اوس نے عمرو بن لیث کا مقابلہ کیا اور بہت بڑی
شکست اوسکو دی یہانتک کہ عمرو اپنی جان کو بچاکر شیراز کی راہ سے
بھاگا اور سیستان مین جاکر دم لیا اور بہت دنون تک خراب و خستہ رہا اور
بڑی جوکھون اوٹھاکر سنبھلا اور جونہی کہ وہ دوبارہ تازہ ہوا تو خراسان پر
حملہ کیا اور وہان کے حاکم کو شکست دیکر بھگانے لگا اور صوبہ پر پورا قبضہ
کیا اس موقع پر عمرو بن لیث کی اوس کارگزاری سے جو اوس سے
وقوع مین آئی یہ واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ کی اعلی حکومت کی تقویت اب بھی
عام رای پر موقوف و منحصر تھی بیان اوسکا یہ ہے کہ عمرو بن لیث نے حاکم

خراسان کے سر کو عمدہ عمدہ تحفوں کے ساتھ ایک ایلچی کی معرفت بغداد کو روانہ
کیا اور عفو تقصیر کا خواہان ہوا اور اختیاروں کی بحالی چاہی خلیفہ نہایت شادان
ہوا اور اِس غرض سے کہ وہ دور دراز صوبوں میں پڑا رہے خراسان اور
سیستان اور بلخ اور ما وراء النہر کے صوبے عنایت فرمائے اور یہ حکم نافذ
فرمایا کہ بغداد کے خطبوں میں ہمارے نام کے بعد اوسکا نام پڑھا جاوے
مگر عمرو بن لیث اسبات سے راضی نہوا اور حاکم دونوں پر قبضہ کرنیکی
تدبیریں سوچیں اور بغداد کی جانب کو بڑھا اور جب وہ قریب اوسکے
پہونچا تو اپنے نام کے آقا کے آداب مجرا بجالانے کی غرض سے چار سو
سواروں ہمیت آگے کو چلا مگر خلیفہ اوسکے ارادہ پر پے لیگیا اور اونکی
تدبیر کے جواب میں اوسکے پھنسانے کی طرح ڈالی چنانچہ عمرو بن لیث
اوسکی تدبیر راس آنے سے بڑی جوکھوں میں پڑا اور گھوڑے
کی سبک رفتاری کی بدولت جان اپنی بچا لیگیا مگر اوس لڑائی میں جو
خلیفہ کی ہمراہی میں واقع ہوئی عمرو ایک آنکھ کو رو بیٹھا اور بہت سے

ساتھي اوسکے کام آئے غرضکہ یہ ناکام اپني فوج سے دوبارہ ملا جو جلوان کے
متصل پڑي تھي اور چون تون کرکے گرتا پڑتا وہان سے لوٹا *

خلیفہ کو ایسے نامعقول ارادہ سے جو عمرو بن لیث کے جي مین
متمکن تھا بڑا جوش آیا اور اوسکي قوت کے گھٹانے کا خواہان ہوا چنانچہ
اوس نے تاتاري سردار اسمٰعیل ساماني کو جو بڑے بڑے کامون کي
بدولت شہرۂ آفاق اور ضرب المثل اطراف عالم تھا ماوراء النہر کي حکومت پر
آمادہ کیا غرضکہ عمرو بن لیث نے ایک سردار کو اسمٰعیل کے مقابلہ پر
بھیجا اور جب اوسنے شکست کھائي تو آپ بذات خود جیحون سے
پار اوترنے کا ارادہ کیا اگرچہ اوسکے مشیرون نے مشورہ بہتیرا دیا مگر
ستر ہزار آدمي اس مہم پر لیگیا اسمٰعیل کے ساتھ بیس ہزار آدمي تھے
مگر کثرت پر شجاعت غالب آئي چنانچہ عمرو بن لیث نے شکست کھائي اور میدان
سے جان بچا کر بھاگا اور گھوڑے کے گرنے پر پکڑا گیا اور اوسکي
قسمت نے بڑا پلٹا کھایا اور ایک ایسے خفیف واقعہ سے اوسکي بدبختي نے

شہرت پائی جسکے دیکھنے سے وہ کھل کھلا کر ہنسا اور حالانکہ بڑی بلا مین
مبتلا تھا بیان اوسکا یہ ہے کہ جب وہ خاک ذلت پر چپکا بیٹھا تھا اور
ایک آدمی ایک ایسی ہانڈی مین جس مین گھوڑونکا ہیلا پکا کرتا تھا
اوسکا کھانا پکارہا تھا قضا کار ایک کتے نے موہنہ اوس مین ڈالا مگر اسلیئے
کہ ہانڈی کا موہنہ چھوٹا تھا تو کتا ہانڈی لیکر بھاگا عمرو بن لیث اس معاملہ کو
دیکھکر بہت ہنسا اور جب ہنسنے کا باعث دریافت کیا گیا تو یہ جواب اوسنے
دیا کہ آج کے دن کی صبح کو میرے باورچی نے یہ شکایت پیش کی تھی کہ
حضور کے باورچی خانہ کے ٹھاٹ سامان کو تین سو اونٹ [illegible] اوٹھاتے ہین
[illegible] تھا اور آج وہ دن ہے کہ میرے باورچی خانہ کو کتا باسانی اوٹھا کر لیگیا
[illegible]
[illegible] سے جو اپنے باپ [illegible] سے مخالف ٹھیرایا گیا اس لیئے
[illegible] کی غدار وطنی [illegible] روٹی اور [illegible] کی ڈونڈھیان [illegible] جسکے باعث
[illegible] جہان کے حاکم کا اندازہ [illegible] بہت [illegible]

شجاعت مین کچھہ کم بہی نہتا بلکہ مزاج اوسکا بہت نرم و پاکیزہ تہا ایکبار
اوسنے فوجکو ملاحظہ کیا اور ایک سوکہے سہمے سپاہی کو دبلی پتلی گہوڑی
پر دیکھہ کر یہ بات کہی کہ ہمارے سوارونکے گہوڑے دبلے ہین اور اونکی پتلیان
سوئی ہین اوس سوکہے سپاہی نے یہ عرض کیا کہ غلام کی جورو غلام سے
بہی کہ بہت زیادہ دبلی پتلی ہے اگر حضور کو باور نہو تو ابہی غلام اوسکو
حاضر کرے عمرو بن لیث اس فقرہ کو سنکر مسکرایا اور کچھہ اوسکو دیکر فرمایا
کہ تو دونو کو موٹا تازہ کر*

بقول اوسکے کہ مردون لگے بہاگ ہین عمرو بن لیث کے مرتے ہی اوسکے
خاندان کا جاہ و اقبال ایسا افسردہ پژمردہ ہوا کہ اوسکے پوتے طاہر نے
خاص اپنے وطن مین بڑی جد و جہد سے حکمرانی کی اور جون تون کرکے
چہہ برس کاٹے اور فارس کا کچھہ حصہ بہی فتح کیا مگر بعد اوسکے ایک افسرنے
خاک سیاہ اوسکو کیا اور بغداد کو پکڑ کر بہیجدیا*

کلف کی حکومت کا بیان

بعد اوسکے یعقوب بن لیث کا نواسا کلف نامی گدی پر بیٹھا اور منصور سامانی کی تائید و تقویت کی بدولت بلاد سیستان میں حکومت کا نقشا جمایا اور محمود غزنوی کے زور و تسلط سے پہلے جنے اوسکو پکڑا جکڑا اچھا صوبہ کو فرمان روا رہا

واضح ہو کہ کلف کی خوبی خصلت کا بیان اوسکی تاریخ کے حالات مشہورہ سے بالکل مخالف ہیں چنانچہ جہان کہیں اوسکے بڑے بڑے کو تکون کا حال بیان کیا ہے وہین اوسکی دانشمندی اور فیاضی لکھی ہے مگر یہ تناقض باسانی رفع ہو سکتا ہے اس لیئے کہ یہ شاہزادہ ایسے زمانہ مین فرمان روا تھا جب کہ فارسی کا پایہ بلند اور ربول اوسکا بالا تھا اور اوس زمانہ مین غزنی اور سامانی خاندانون کے لوگ اچھے اچھے عالم فاضلوئے اچھی طرح پیش آتے تھے اور بڑے بڑے سلوک اونھون سے کرتے تھے اور چھوٹے بڑے صوبون کے حکام اونکی تقلید پر مرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی

حاکم نے اپنی فیاضی کو ایسی دانشمندی سے برتنا چاہیے کہ کلف نے کام اوس سے لیا اس لیئے کہ جسکا چرچا پچھلے لوگون مین بہت برائی سے ہونا چاہیئے اوسکی بدنامی کو وقائع نگارون نے مدح و منقبت کے پردون مین ڈھانپا اور شاعرون نے بھلائی کے معبدون مین معبود اوسکو بنایا

بنی لیث کے زمان ادبار سے محمود غزنوی کے عہد اقبال تک

قریب سو برس کا عرصہ گذرا جس مین ایران کی حکومت سامانی اور دیلمی دو خاندانون مین منقسم تھی منجملہ اون کے سامانیون کی قوت بلخ و خراسان و ما وراء النہر و سیستان تک پھیلے تھے جس مین سمرقند و بخارا بھی داخل تھے اور کبھی کبھی عراق عجم کے کسی قدر حصہ کو بھی لوٹتے کھسوٹتے رہتے تھے اور یہ منزلت اونکو خلیفون نے بخشی تھی مگر وہ اپنے زور و قوت کے نشے مین نام کی اطاعت بھی چھوڑ بیٹھے تھے اور دیلمی خاندان کے لوگ جو سامانیون کے حریف و مخالف تھے خلیفون کا دم بھرتے تھے چنانچہ خلیفون کے دور خلافت مین ایک خاندان اونکا خلیفون کا وزیر رہا اور یہی باعث تھا کہ بغداد کا انصرام و اہتمام اون کے ہاتھون مین رہا

اگرچہ یہ لوگ آپ کو خلیفون کا خانہ زاد اور نمک پروردہ بتاتے تھے مگر باوجود اسکے کرمان وخوزستان ولارستان وفارس پر شاہی اختیارات اونکو حاصل تھے چنانچہ جب تک رہے پورے مختارون کی طرح پر حکومت کرتے رہے اگرچہ اس خاندان کی قوت کم ہو گیی مگر سامانی خاندان کے بعد بھی قایم رہے اور وہ جب معدوم ہوئے کہ بانی خاندان سلجوقی طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کیا*

واضح ہو کہ اون لڑائیونکی جبل تاریخین لکھنی دلچسپ نہونگی جو ان خاندانون کے بادشاہون اور اونکے متوسلون مین برابر جاری رہین بلکہ ہر خاندان کے بانی اور ہر معزز وممتاز کے نام اور ہر بادشاہ کی خوبی و خصلت اور ہر عہد کے واقعات مشہورہ کے بیانسے بخوبی بصیرت حاصل ہوگی

سامانی خاندان کا بیان

سامانی خاندان کا پہلا بادشاہ اسمعیل اپنی نسل واصل کو بہرام چوبین سے نسبت کرتا تھا جسنے خسرو پرویز سے تخت ایران پر جھگڑا کیا تھا

مگر اہل یورپ نے اوسکے جد امجد یعنی سامان کو کہین چرواہا اور کہین ڈاکو
قرار دیا مگر اس خطاب سے ایک تاتاری سردار کا پیشہ ظاہر ہوتا ہے باقی
علو نسب اوسکا اس سے دریافت ہوتا ہے کہ مامون رشید نے مرو کی مہم مین
اوس کی پوتونکی نسبت ماوراء النہر کے حاکم سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم اون گبرو
جوانونکو اونکی حسن لیاقت اور علو نسب کی جہت سے کسی کام مین مصروف
رکھو چنانچہ نوح اوسکا بڑا پوتا سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا اور احمد دوسرا
پوتا فرغانہ کی مہم پر بھیجا گیا اور تیسرا پوتا ہرات کی حکومت پر متعین ہوا اور
چوتھے کو فوج ماوراء النہر کی سپہ سالاری تفویض ہوئی غرض کہ سامانی خاندان
کی حقیقت یہ ہے جو مذکور ہوئی اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفونکی
لطف عنایت کی بدولت یہ خاندان ہمیشہ معزز و مکرم رہا نوح کے مرنے کے
احمد نے سمرقند کی گدی سنبھالی جو خاندان طاہر کے قبضہ و تصرف مین بطور
نیابت کے تھی جو خلیفہ کی جانب سے خراسان کا حاکم تھا اور جب کہ
احمد نے بھی انتقال کیا تو سات بیٹے اوسکے وارث تھے منجملہ اوسکے

نصر بن احمد بڑے بیٹے نے باپ کی گدی سنبھالی اور جبکہ یعقوب بن لیث نے
خاندان طاہر کو خاک سیاہ کیا تو خلیفہ نے نصر بن احمد کو ماوراالنہر کی حکومت
باین غرض عنایت فرمائی کہ ایسے قوی حریف کے قائم ہونے سے اون بڑے
ارادون کی روک تھام اچھی طرح وقوع مین آویگی جو خلافت کی تباہی کے
لیئے یعقوب بن لیث نے سوچے بچارے تھے اگرچہ نصر بن احمد نے یہ بھاری
بوجھ اپنے سر پر اوٹھایا مگر سمرقند سے علاحدہ نہوا اور اپنے چھوٹے بھائی
اسماعیل کو بخارا کی جانب روانہ کیا اسماعیل نے رفیعا ابن محمد بن زید علوی
حاکم خراسان سے بڑا ربط وضبط پیدا کیا اور اوسکے رعب داب کے ذریعے
حکومت بخارا کے علاوہ خوارزم کی حکومت بھی حاصل کی اور جبکہ اسماعیل کو
یہ پایہ حاصل ہوا تو غمازون نے نصر بن احمد کے کان ان فقرون سے بھرے
کہ اسماعیل سمرقند کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ نصر بن احمد نے بھائی کے
دبانے کا ارادہ کیا اور کہین کہین سے فوجین اکٹھی کین اور اسماعیل نے
رفیعا اپنے دوست کو بلایا اور وہ بذات خود شریک اوسکا ہوا اور دونو

طرفون مین خط کتابت کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ آشتی واقع ہوئی
مگر یہ آشتی تھوڑے دنون تک قائم رہی یعنی نصر بن احمد نے پھر فوج کشی کی
اور بخارا پر دھاوا کیا مگر فوج اوسکی ہار گئی اور خود پکڑا گیا اور اسماعیل
اوسکے بھائی نے بڑی آدمیت برتی اور یہانتک ادب سے پیش آیا کہ بڑے
بھائی کے سامنے سرو قد کھڑا رہا اور یہ عرض کیا کہ ابتک ادب آپکا جون کا تون
قائم ہے آپ کے صلاح کارون نے یہانتک نوبت پہونچائی غرضکہ اسماعیل نے
انکو آزادی بخشی اور سمرقند کی حکومت پر قائم رہنے کا اصرار کیا اور یہ گزارش کی
کہ بخارا کی حکومت پر مین بطور نیابت قانع ہون نصر نے پہلے یہہ تو فقط ہنسی سمجھی مگر
جب آثار و علامت سے صدق اوسکا واضح ہوا تو نہایت ممنون و مشکور
اوسکا ہوا اور جی جان سے سراہنے لگا اور مرتے دم تک اوسکا بھروسا رہا معلوم
ہوتا ہے کہ اسماعیل احسان و سخاوت کی نسبت عقل و شجاعت مین زیادہ شہرت
رکھتا تھا اس لیئے کہ اوسنے صرف شجاعت کی بدولت عمرو بن لیث پر بڑی
فتح حاصل کی باوجود اس کے کہ فوج اوسکی فوج حریف کی نسبت آدھی تھی بعد اوسکے

اسماعیل کی حکومت بلخ و خراسان و سیستان و سمرقند و خوارزم و بخارا پر
قایم ہوئی اور اس سے پہلے ایک ایسی بڑی فتح کے ذریعہ سے جو تاتاری سردار
شاہ ترکستان پر الی آخر دریای سیحون پر اوسکو حاصل ہوئی تھی بہت بڑی شہرت
حاصل کی تھی اسماعیل نے اس سردار کو شکست فاحش دیکر مقید کیا تھا اور جو غنیمت
ہاتھ آئی تھی اوسکا اندازہ ایسے ہو سکتا ہے کہ ہر سوار کے حصہ مین ہزار ہزار درم
آئے تھے جو تین سو بارہ روپیہ آٹھ آنہ کی برابر ہوتے ہین اسماعیل نے دستور کے
موافق غنیمت کو تقسیم کیا تھا اور جب کہ عمرو بن لیث مغلوب اوسکا ہوا تو تھوڑی
مدت کے گذرنے پر صوبہ رے اور تمام طبرستان اور کسیقدر حصہ عراق عجم کو فتح کیا
اور ایران سے لوٹنے پر تاتار کے شمال مشرقی حصون کو قبض و تصرف مین لایا
اس بادشاہ نے جو استحقاق واجب مشہور و معروف ہوا ساٹھ برس
پورے کرکے جہان فانی سے رحلت کی اور اوس کے مورخون نے
بیان کیا کہ جیسا اس بادشاہ کے مرنے سے لوگون کو تاسف ہوا ویسا اوس
بادشاہون کے مرنے سے بہت کم حاصل ہوا *

سارے مشرقی مورخ اسماعیل سامانی کی خوبی و خصلت کی حسن و
خوبی مین متفق ہین چنانچہ وہ بیان کرتے ہین کہ وہ بہادر جانباز اور فیاض
عالم نواز اور سلطان معدلت شعار اور خداپرست اور نیک کردار تھا چنانچہ
ایک ادنی بات اوسکی یہ ہے کہ جب عمرو بن لیث کو اوسنے گرفتار کیا اور
اوسنے اپنی دولت کو بتایا تو اوسنے التفات بھی نکیا اور یہ بات اوس سے
کہی کہ تم پیتل کے بنانے والے قلعی کے کرنے والے تھے تقدیر نے کوئی دن کے
لیئے تمھاری دستگیری کی اور تمنے اوس عنایت کو بری طرح برتا یعنی
مسلمانون کو ستایا اور غریبون کا دل دکھایا چنانچہ اونکو سنا ایسا پڑا کہ
کہ جیسا جلد اقبال آیا تھا ویسا ہی ادبار آیا مینبھی قسمت کو اپنی قسمت کے موافق
نکرو اگر خدانخواستہ اس بری دولت سے مین اپنے ہاتھونکو بھرونگا تو اپنے
ہاتھونسے ہاتھ اپنے کاٹونگا اور یہی حال اپنا بھی ہوگا ایک امتحان اور
اس امتحان سے زیادہ پیش آیا اور اوسمین بھی وہ پورا رہا بیان اوسکا یہ ہے
کہ جب ہرات کی فتح کے بعد اوسکی فوج ایک ایک کوڑی کو ترسنے لگی جسکی

ساري وجه يه تهي كه اسماعيل نے بستي والونسے يه وعده كيا تها كه هم تمسے
محصول نليںنگے تو سپاهيونے بڑي واويلا مچائي اور يه گزارش كي كه آپنے
بے سوچے سمجھے وه وعده كيا اور همارے استحقاق پر نظر نفرمائي مگر اسمعيل نے
اپني بات پر جما رها اور عهد اپنا هرگز نه توڑا اور جب كه فوج اوسكي بگڑنے لگي
اور ناراضي كے اثر ظاهر هونے لگے تو اوسنے كوچ كا حكم اسليئے نافذ كيا كه
خدانخواسته فوج اوسكي عهد اوسكا توڑے جسكو بڑي بات سمجھتا تها اسيرائي
مورخون نے لكها هے كه جب تھوڑي دور تك پهونچا تو اوسكي بيگم كا جڑاؤ هار
ايك گدھ لے بھاگا جس مين لعل بدخشاني اور ياقوت رماني جڑے هوئے تهے
اوسكو گوشت كي بوٹي تصور كيا تها لوگون نے اوس گدھ كا پيچها كيا جبكه گدھ
نے اوس لكهي هار كو ايك سوكھے كوئين مين ڈالا اور جب لوگ اوسكے
نكالنے كے ليئے كوئين مين گئے تو بهت سے صندوق اوسكے متصل پڑے
پائے جو عمرو بن ليث كے خزانه كا وه حصه تها جسكو اوسكے ملازم سام نے
سيستان كے محل سے چرايا تها اسمعيل اس نعمت غير مترقبه كے هاتھ

آنے سے نہایت شادان و فرحان ہوا اور اپنی جگہ تجوادی اور یہ پکار کر کہا کہ خدا تعالی
ایسے آدمی کو محروم نہین رکھتا جو طمع سے محفوظ رہے اور اپنے ایمان کو سلامت رکھے

احمد بن اسماعیل کی حکومت کا بیان

احمد بن اسماعیل اپنے باپ کا جانشین ہوا جو شان و شوکت سے
خالی اور ظلم و ستم سے معمور تھا چنانچہ اوس نے خاص اپنے چچا اور بھائیون
اور سارے رشتہ دارون سے قصے فضائے قایم کیے اور دربار بغداد مین بابن نظیر
سازشین کین کہ اپنے باپ کے وسیع ملک کو حاصل کرے اور سلاحون کی نسبت
سازشون سے زیادہ کام لیا یہانتک کہ سات برس کے گذرنے پر اوسکے
گھر والون نے قتل کیا اور اوسکا بیٹا نصر بن احمد ثانی آٹھ برس کی عمر مین
خراسان و بخارا کے تخت بٹھلایا گیا یہ شاہزادہ اپنے باپ کی نسبت
نجیب تھا اور بلند اختر تھا چنانچہ ہلکی ہلکی لڑائیون کے پیچھے جو اوسکو
باغی سردارون سے پیش آئین بلا جد و کد اپنے جد امجد کی ساری قلمرو پر
متصرف ہوگیا بلکہ رے اور اصفہان اور کوم و ارفع عراق عجم کو او

زیادہ کیا یہ شہر اس لیئے فتح ہوئے کہ خلیفہ مقتدر باللہ نے یہ حکم اوسکو دیا تھا
کہ وہ باغیون کو اون شہرون سے خارج کرے اس بادشاہ نے ایکمدت تک
بڑے زور شور سے حکمرانی کی اور بخارا مین بحکم اجل سے اقلیم عدم کو راہی ہوا
اور ساری قلمرو کو امن چین مین چھوڑا یہ بادشاہ بہت سی خوبیون اور
خصوص اپنی فیاضی سے شہرۂ آفاق اور رودکی شاعر کا مائی باپ تھا
جو ایک ایرانی شاعر اور آنکھوں سے محض معذور تھا اگرچہ یہ شاعر نور بصارت سے
محروم تھا مگر نور بصیرت کی بدولت بادشاہ کے دربار مین بڑے پایہ کو پہونچا تھا تاریخ
مین کوئی شاعر ایسا پایا نہین جاتا جو اوسکے اعزاز و اکرام کو پہونچا ہو لکھا ہے کہ اوسکے
شاگرد پیشہ بڑے بڑے امیرون کے شاگرد پیشون کی برابر تھے چنانچہ دوسو
غلام اوسکی خدمت مین رہتے تھے اور جب کہ وہ اپنے مربی کے ساتھہ سیر و شکار
مین جاتا تھا تو اسباب اوسکا چار سو اونٹون پر لادا جاتا تھا*

نوح بن نصر کی حکومت کا بیان

امیر نوح اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا اور عمر عزیز اوسکی ہلکی ہلکی لڑائیون مین

بسر ہوئی جو ابو علی نامی ایک اپنے سردار کے ساتھہ اوسکو پیش آئین یہانتک
کہ اسی سردار نے اوسکو تخت سے اوتارا اور پھر تخت نشین اوسکو کیا مگر جب کہ
بات اوسکی بن پڑی تو اوسنے اوس سردار کو بھاگنے پر مجبور کیا اور اس سردار نے
دیلمی خاندان کے کسی رکن کی بدولت جو اوس زمانہ مین خلیفہ موسی کا وزیر
تھا خراسان کا صوبہ بطور جاگیر حاصل کیا اور خلیفہ کے نام سے سکہ چلایا مگر امیر
نوح اس زمانہ مین مرچکا تھا اور عبد الملک اوسکا بیٹا اوسکی جگہ پر بیٹھا تھا
جو چوگان بازی مین گھوڑے سے گر کر مرگیا منصور بن نصر اوسکے بھائی نے
جو جانشین اوسکا ہوا تھا عراق و فارس کے حاکم کو ڈیڑ لاکھہ دینار سالانہ
محصول دینے پر مجبور کیا اور یہ آشتی اسوجہ سے زیادہ مستحکم ہوئی کہ اوسنے
خاندان مذکور کے حاکم رکن الدولہ کی بیٹی سے شادی کی تھی منصور نے
پندرہ برس حکمرانی کی اور جب وہ مرگیا تو عبد القاسم نوح اوسکا جانشین ہوا
جسکو نوح ثانی کہتے ہین *

عبد القاسم نوح ثانی کی حکومت کا بیان

بیان کیا گیا کہ عہد اوسکا بڑی بری آفتون سے بھرپور ہے چنانچہ اوسنے بخارا کو چھوڑا
اور اوس متفق گروہ سے جان اپنی بچائی جسکو فایق اور ابو علی اوس کے دو
امیرون نے اوسکے خلاف پر فراہم کیا تھا اور بغرا خان حاکم مشرقی تاتار کو
باین غرض بلایا تھا کہ وہ نوح ثانی کی دار الحکومت پر حملہ کرے مگر جوان ہی کہ
بغرا خان نے بخارا کو فتح کیا تو اوسکا کیا اوسکے آگے آیا یعنی وہ مر گیا اور
اوسکے مرنے سے نوح ثانی مین جان آگئی اور بغرا خان کی فوج آشفتہ ہو کر واپس
اپنے گھر کو چلی گئی اور جب کہ نوح ثانی کی قوت تازہ شگفتہ ہوئی تو باغی سردار
اوسکے خراسان کو بھاگے مگر باوصف اسکے مذکور الصدر امیرون نے فخر الدولہ
دیلمی حاکم عراق و فارس سے مدد حاصل کی اور جبکہ نوح ثانی نے مقابلہ کی طاقت
نہ پائی تو محمود سبکتگین سے مدد چاہی جسنے غزنی مین ریاست قایم کی تھی اور بڑا نامآور
سردار تھا غرضکہ محمود نے جو بادشاہی اختیار و نیز قبض و قابو رکھتا تھا اپنے
بادشاہ کی رفاقت کو فخر و عزت کا باعث تصور کیا جس کے خاندان سے

اوسکے بزرگون نے ہمیشہ وفاداری برتی تھی چنانچہ اوسنے نوح ثانی کی تائید و
اعانت پر کمر باندھی اور نوح ثانی کو اوسکی تقویت کے ذریعہ سے اپنے مخالفونکے
دبانے کی ہمت بندھی اور ہرات کے متصل مقابلہ کیا اور بڑی فتح حاصل
کی جو مشرقی تاریخ مین اسلیئے قایم کی گئی کہ محمود بن سبکتگین کا وہ پہلا میدان تھا
اور اوسنے بڑے بڑے نشان دار بہادرون مین بہادری دکھلائی تھی جسکے
ذریعہ سے سلطان محمود غزنوی کا خطاب اوسکو حاصل ہوا بخارا کے حاکم یعنی نوح ثانی
نے اپنے معاونونکو انعام وصلے عنایت فرمائے اور سبکتگین کو ناصرالدین اور اوسکے
بیٹے محمود کو سیف الدولہ کے خطاب سے معزز فرمایا اور یہ زیادہ عنایت فرمائی کہ
خراسان کا حاکم اسکو مقرر کیا چنانچہ وہ اپنے باپ کے ساتھہ اوس صوبہ پر
دخل کرنے کو گیا اور نوح ثانی کے حین حیات تک قابض و متصرف رہا *

منصور بن نوح ثانی کی حکومت کا بیان

جبکہ نوح ثانی نے جہان فانی کو چھوڑا تو منصور اوسکا بیٹا جانشین اوسکا
ہوا اور کوئی برس دن تک حاکم رہا مگر کبھی بات اوسکی نہ بنی چنانچہ پہلے پہل

وہ باغی امیرون کے مقابلہ سے بھاگا جو اوسکے باپ کے طرف مقابل تھے اور جب
اون امیرون نے اوسکو نام کا بادشاہ بنایا تو پہلا کام اونھون نے یہ کیا کہ خراسان کو
ایک نئے حاکم سے متعلق کیا مگر محمود بن سبکتگین نے جو اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا تھا بہت
جلد اوس نئے حاکم کو بھگایا اور جب کہ یہ بات اوسکے کانون مین پڑی کہ منصور کو
اوسکے کور باطن امیرون نے نابینا کیا اور عبد الملک اوسکے بھائی کو اوسکی
جگہ پر بٹھلایا تو خفیہ خفیہ ایک ایلچی اس غرض سے روانہ کیا کہ عبد الملک کو اون
مفسدون کی سازشون سے مطلع کرے مگر چونکہ یہ عبد الملک بھی اون امیرونکے
ہاتھوںکا ایک پتلا تھا تو اوسکو محمود کے مقابلہ پر لیگئے محمود نے بڑے نقصان
فاحش سے شکست اوسکو دی اور بخارا کی طرف بھاگنے پر مجبور کیا جہان ایلچ خان
بہت جلد آپہونچا تھا اور خوارزم کو اپنی قلمرو مین داخل کیا تھا ایلچ خان نے
عبد الملک سے دوستی ظاہر کی اور خاندان سامانی جسکی چولین ہل چل گئی تھین
اوسکے سہارے کا متوقع ہوا چنانچہ اوسنے ایلچ خان کو شہر مین گھسنے دیا اور وہ
گھستے ہی شہر پر قابض ہوا اور عبد الملک کو پکڑ کر کے اوزگنج اپنی دار الحکومت کو

چلتا کیا جہان وہ لوٹ پہیٹ کر مر گیا اور نوح ثانی کا دوسرا بیٹا جو وہی باقی رہا
تہا عبد الملک عوض اوسکے بخارا سے ماوراء النہر کی جانب بہاگا اور ایلک خان کے
لوگون نے اوسکا پیچہا کیا اور جب کہ اوس شامت کے مارے نے ایک عربی قوم
سے پناہ چاہی تو اون ناخدا ترسون نے پناہ اوسکو دی بلکہ اون کے
سردار مہرو نامی نے جو محمود کا ملازم تہا کام اوسکا تمام کیا مگر محمود نے اوسکو
بلا تدارک نچہوڑا چنانچہ مہرو کو اس نظر سے قتل کیا کہ کہین یہ داغ اوسکو نہ لگے
اور ایسے خاندان کے پچہلے بادشاہ کے قاتل سے چشم پوشی کی جسکا
وہ ممنون و مشکور تہا *

دیلمی خاندانکا بیان

دیلمی خاندان کے خوشامدی لوگ اوسکے حسب کو بزرگ بویہ نامی سے
جو اونکے گانو کا بہی یہی نام تہا اپنے حسب کے پرانے بادشاہون سے نسبت کرتے
ہین مگر حقیقت یہ ہے کہ اس خاندان کا پہلا رکن اعظم جو تاریخ مین مذکور ہے
دیلم تہا جو ابو شجاع بویہ کے نام سے نامی گرامی ہے اور بعض مورخون کا

نیابت پر مقرر ہوا اور امیر الامرائی عماد الدولہ کا خطاب حاصل کیا اور اوسکا
چھوٹا بھائی احمد بخطاب معز الدولہ معزز ہوکر خاص خلیفہ کا وزیر مقرر ہوا اوس
بڑے عہدہ کے ذریعہ سے ساری بغداد اور اون چند صوبوں کا حاکم قرار دیا گیا
جو بغداد کی قلمرو مین داخل تھے اور انصرام اون کاموں کا سپرد اوسکو ہوا جو اوس
نوبت پہونچنے رعب داب کی جہت سے پیش آتے تھے جو خلیفون کو اپنی نام کی
سلطنت کے غاصبون پر اب بھی حاصل تھا اور علی بویہ کا تیسرا بھائی حسن رکن الدولہ کے
خطاب سے معزز ہوا اور جب تک علی بویہ زندہ رہا بزیر حکم اوسکے کام کرتا رہا *

اس خاندان کے عروج و ترقی کا بڑا باعث فارس کے حاکم سابق
یاقوت کا وہ خزانہ تھا جو نصیبوں کے زور سے علی بویہ کے ہاتھہ آیا تھا بیان کیا
کہ یاقوت کی دولت سرای واقع شیراز مین علی بویہ لیٹا ہوا تھا کہ اوس نے
ایک سانپ کو دیوار کے سوراخ سے سر نکالتے اور پھر وہین اندر کرتے دیکھا اوس
بمجرد اوسکے سانپ کے خوف سے دیوار کے اوسیقدر حصہ کی سماری کا حکم نافذ فرمایا
مزدوروں نے تھوڑا ہی سا گرایا تھا کہ وہ خزانہ جسکو یاقوت نے بڑی جد وجہد سے

اکٹھا کیا تھا ظاہر ہوا ایرانی مورخون کے قولونکے بموجب ایک اور بات اوسکی
خوش اقبالی کی یہ ہے کہ ایکروز ایک درزی یاقوت کا ملازم سابق علی بویہ کے
کپڑے قطع کرنے کو آیا تھا علی بویہ نے ایک لکڑی گز بنانے کو مانگی اور درزی نے
کچھہ اور سمجھہ کر فریاد کی اور زمین پر گر کر چلایا کہ خدا کے واسطے مجکو نہ مارو مین یاقوت کے
سارے توشہ خانے بتا دونگا علی بویہ حیران رہا اور بتانے کا حکم صادر فرمایا
چنانچہ درزی نے ستّرہ صندوق اچھے اچھے کپڑونکے جو یاقوت کا مال تھا او
اوس درزی نے اوسکے بھاگتے وقت اونکو اوڑایا تھا علی بویہ کے سامنے حاضر کئے
بعد اوسکے بہت سی چھان بین عمل مین آئی اور اوسکی بدولت بہت سی دولت
حاصل ہوئی اور جب کہ علی بویہ کو اپنی قوت کے بڑھانیکا ذریعہ ہاتھہ آیا تو اوسکے
تیسرے بھائی نے اوسپر رشک کھایا اور اوسکا مقابلہ کیا مگر اوسکے خاص ملازمون نے
اوسکو قتل کیا جسکے وقوع سے علی بویہ اون تمام صوبونپر بلا تکلف قابض متصرف
ہوا جو خراسان سے بغداد تک واقع تھے معز الدولہ اوسکا بھائی ہمیشہ
ممد و معاون رہا چنانچہ خلیفہ مستکفی کی معزولی کے بعد موسی ابن متقدر باللہ

تخت نشین ہوا اور وہ عمر بھر اس تخت نشین پر پوری پوری حکومت کرتا رہا
مگر علی بویہ کا سارا چاند نا تھا مگر گھر اوسکا بے چراغ تھا یعنی کوئی آل و اولاد اوسکی
نہ تھی یہانتک کہ جب اوس نے چراغ سحر پایا تو اپنے بھائی رکن الدولہ کو جو اوسکی
جانب سے عراق کا حاکم تھا یہ لکھ بھیجا کہ وہ اپنے بڑے بیٹے عضد الدولہ کو انصرام
مہام کی تائید و تقویت کے لیئے روانہ کرے چنانچہ جب یہ کبر و چچا جان کی ملازمت سے
مشرف ہوا تو اوسنے بڑی آو بھگت اوسکی کی اور تمام سرکاری کام اوسکو سپرد کیا
بعد اوسکے کوئی برس دن تک زندہ رہا اور آخر کار اس عالم فانی سے عالم باقی کو
روانہ ہوا اوسکی رعایا نے کسی حاکم کا اسقدر ماتم نکیا جیسا کہ علی بویہ کا کیا اور در حقیقت
یہ ہے کہ علی بویہ نے بکمال اعتدال اقبال و دولت سے کام لیا اور بھائیوں سے
اسی طرح پیش آیا جسکے ذریعے سے اوسکے مال و دولت کو ترقی روز افزوں اور
اوسکی جاہ و حشمت کو عروج گونا گون حاصل ہوا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ تمام ایرانی
مورخون نے بکمال جوانمردی و غایت فیاضی اوسکو موسوم کیا ہے اور اوسکے
رکن الدولہ اوسکا بھائی علی بویہ کی جگہ بیٹھا مگر وہ عراق مین مقیم رہا اور فارس کی

مہمونکا انصرام واہتمام اپنے بڑے بیٹے عضدالدولہ کو تفویض کیا اور جب کہ رکن الدولہ
مرنے لگا تو اوسنے ساری قلمرو کو اپنی اولاد پر منقسم کیا اور یہ وصیت کی کہ وہ سارے
عضدالدولہ کے مطیع و تابع رہین

عضدالدولہ کی حکومت کا بیان

عضدالدولہ کی حکومت پر کچھہ برس گذرے تھے کہ اوسکے چچا نے
بغداد مین انتقال کیا اور اپنی حکومت کو اپنے ناخلف پر چھوڑا جسنے آغاز حکومت
مین عضدالدولہ اپنے چچیرے بھائی سے لڑائی کا نقشا جمایا اور انجام اوس کا
اوسکی حیات کے اختتام پر ہوا اور عضدالدولہ خلیفہ کا وزیر اور عراق و فارس کا
حاکم قرار دیا گیا اور جب تک جیتا رہا عرب کے ایک خطہ اور عجم کے نہایت
عمدہ صوبونپر قابض متصرف رہا اور قرب وجوار کے شاہزادے اوسکو مانتے
تھے جو حقیقت مین بادشاہ تھا مگر باوصف اسکے تعصبات کے خیال و لحاظ سے
خلیفہ وقت کا غلام آپ کو بتاتا تھا اور ایک کاٹھہ کی مورت کا وزیر گنا جاتا تھا
عضدالدولہ نے دارالخلافہ بغداد کو بڑی زیب وزینت بخشی اور وہ لوٹ

اوسکی سنواری جو محاصرونکی تور پھوڑ سے واقع ہوئی تھین حاجیونکو محصول
سے آزادی بخشی اور مدینہ منورہ اور کربلای معلی اور نجف اشرف کی پرانی
عمارتونکو پہلی شان وشوکت پر پہونچایا اور خاص بغداد مین شفاخانے بنوائے
اور ماہواری تنخواہونپر طبیب مقرر کیے اور یہ قاعدہ ٹھیرایا کہ ہر برس تقسیم
ادویہ کے واسطے مقدار کافی لیجاوے اور جسقدر وہ عرب کی آبادی شادابی
پر متوجہ تھا اوس سے کچھہ کم عراق وفارس کی اصلاح ودرستی پر ملتفت تھا
چنانچہ اوسکی طویل ومعتدل حکومت سے جو اون نقصانونکا وقوع مین آیا تھا جو
پہلی لڑائیونکے صدمونسے واقع ہوئے تھے منجملہ اوسکے عمدہ کامون کے
جو آج باقی وقایم ہے دریای کرخ کا بند ہے جو مروشت کے میدان مین گرتا ہے
یہ بند اصطخر کے پرانے کھنڈرون سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اور اوسکی
بدولت تمام سارے ملک کے قرب وجوار مین نہر آب پاشی ہوتی ہے نام اوسکا
بند امیر ہے اور پہلے سیاحون نے [illegible] اسی نام سے یاد کیا ہے
اگرچہ مورخون نے [illegible] اوسکا

گائے مگر تین بڑی تدبیرونکا موجد اوسکو بتایا جاتا خدا لمانہ بھی نہین کہ سکتے یعنی اوتنے
موشی اور زمینوپر پھول لگایا اور بیرونی تجارت کو منحصر کرکے بہت سا روپیہ
حاصل کیا باوجود اسکے کہ بیرونی لیسے ملکون مین نہایت ضروری اور نہایت
ارزان تھی جہان موسمونکا انقلاب ہوتا رہتا ہے *
ایرانی مورخون نے بیان کیا کہ خلیفہ وقت نے عضد الدولہ کی بیماری میں اوسکی اور
مغفرت کی دعا مانگی یہ سردار مشرقی بادشاہونکی بڑی فہرست مین جس مین
دو چار آدمی اچھے پائے جاتے ہین ایک ایسا ہوا جسکی یادگاری سے ہمکو
خوشی ہوتی ہے بہت دنون تک بادشاہی اختیارون کو برتا اور اوسکی
حکمرانی سے کے پچھلے وقتون مین تمام معاصر شاہزادے اوسکی بادشاہی کے معترف
ہوئے اسلیئے کہ وہ لوگ اوسکی خوبی وخصلت کی تعظیم کرتے تھے اور رعایا اوسکے
احسان وعنایت کی ضرورت سے اوسکی محبت کا دم بھرتی تھی علاوہ اسکے
خود خلیفہ نے یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ ہمارے وزیر با تدبیر سے بہت تعظیم بادشاہانہ
پیش آوین اور دریافت ہوتا ہے کہ اوس لڑائی کے علاوہ جو اوسکو اپنے

بچیرے بھائی سے پیش آئی اور نیز اوس جھگڑے کے سوا جو ایک ایسے بھائی کے
خراسان سے نکالنے مین پیش آیا جسنے اوسکی حکومت کا غصب کرنا چاہا تھا کسی
لڑائی بھڑائی مین وہ مبتلا نہین ہوا اور امن و امان کے قایم رکھنے مین ایسا جی جان
سے مصروف رہا جسکے سننے دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رعایا کی آرام و آسایش کے
عروج اور اونکی ہنسی خوشی کی ترقی عین مقصود اوسکا تھا چنانچہ یادگار اوسکی
اب بھی ایسے ملکون مین عزیز و مکرم سمجھے جاتے ہین جہان اوسنے چونتیس برس تک
داد و دہش کے پھیلانے مین بڑی بڑی محنتین اوٹھائین مگر مختار مطلق حاکمون کے
مجموعہ افراد میں نیک پاک آدمی بہت کم پائے جاتے ہین حقیقت یہ ہے کہ یہی داود
اپنے خاندان کا آخری رکن تھا جسکی کیفیت بیان کے قابل تھی اور جب کہ
وہ مر گیا تو اوسکے بھائیون اور بیٹون اور بھتیجون مین وہ قصے قضائے قایم ہوئے
جنکا قلمبند کرنا تضیع اوقات سے خالی نہین خلاصہ یہ کہ تیس برس کے گذرنے
[illegible] الدوله اوسکے [illegible] مقام [illegible] مین قید کیا [illegible] الدوله
[illegible] خراسان مین بادشاہ [illegible]

اور جب باپ اوسکا موا تھا تو عمر اوسکی چھوٹی تھی اور خراسان اور پاس پڑوس کے
ملکونکا حاکم مقرر کیا گیا تھا مگر انصرام اونکا مجد الدولہ کی کم سنی کی ضرورت سے
اوسکی والدہ ماجدہ کے ہاتھہ مین تھا جو عقل و دانش کی پوری اور حسب و نسب کی
سچی تھی محمود نے ایک افسر کو پاس اوسکے بھیجا اور یہ پیغام اوسکو دیا کہ بیگم
یا اطاعت کا غاشیہ اوٹھاوے یا لڑائی پر کمر باندھے بیگم نے یہ جواب دیا کہ اگر
پیغام اوسکا میرے شوہر کی زندگی مین آتا تو کونہ پریشانی ہوتی مگر اب مجھہ
اندیشہ نہین اسلیئے کہ سلطان محمود سے مین بخوبی واقف ہون اور اوسکی
خوبو سے وثوق و اعتماد سے یقین واثق ہے کہ وہ ہر بات کو سوچ سمجھہ کر
ارادہ کریگا یعنی وہ اس بات کو بھی سوچیگا کہ ایک رنڈیا منڈیا پر حملہ
کرنے سے فخر اوسکو حاصل نہوگا اور مغلوبی کی صورت مین بہت بڑی بدنامی
ہوگی غرضکہ محمود نے وجوہات مذکورہ بالا اور اور دلایلونکی نظر سے جو زیادہ
مضبوط و مستحکم تھین عزم اپنا فسخ کیا اور جبتک مجد الدولہ بالغ نہوا اور سلطنت کا
کام کاج اوسکے ہاتھہ مین نہ آیا تب تک رے کیجانب ملتفت نہوا بعد اوسکے

رے کا ارادہ کیا اور ایک فوج اودھر کو بھیجی جسکے سردار نے مجد الدولہ کو دھوکہ سے پکڑا اور
اوسکا خزانہ اور ملک سلطان محمود کے ہاتھ لگا جسنے اوسکو معہ بال بچونکے غزنی کو روانہ
کیا اس زمانہ مین دیلمی خاندان کی قوت کرمان و فارس پر منحصر ہوگئی مگر عراق عرب
یعنی اون خطون مین جو بغداد کے گرد نواح مین واقع تھے گو نہ حکومت اونکی باقی
تھی اسلیے کہ امیر الامراء کا بڑا عہدہ جبتک اونکو طغرل بیگ سلجوقی نے خلیفہ کی
دار الخلافت کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا اور ملک رحیم دیلمی وزیر کو پکڑا اور تا مرگ
اوسکو نچھوڑا بعد اسکے کہ چالیس برس کا عرصہ گذرا دیلمی خاندان کے چند آدمی سلجوقیونکے
زیر حکومت ہوکر شیراز کے حاکم رہے اور خاندان مذکور کا پچھلا رکن جو تاریخ
مین مذکور ہے الپ ارسلان کی ملازمت مین جان بحق ہوا اور جب کہ سامانی
اور دیلمی خاندانون نے ایران کی حکومت کو منقسم کیا تھا تو بہت سی چھوٹی
چھوٹی ریاستین قایم ہوگئی تھین اور ان دونو خاندانون کے باہم مساوی القوت
ہونے کی جہت سے وہ ریاستین قایم تھین منجملہ اون کے خاندان
وشمگیر کی ریاست جسکا دار الحکومت پہلے پہلے تو مقام رے اور بعد اوسکے

جس رجان واقع خراسان ہوا بڑی ریاست تھی اور اسی باعث سے ہر زمانہ کی
تاریخ مین ذکر اوسکا پایا جاتا ہے اس خاندان کے دوسرے سردار کابوس نامی نے
بڑی شہرت حاصل کی اور وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ دیلمی خاندانکے ایک ایسے آدمی سے
اوسکا دامن دولت پکڑا جو اپنے بھائیونکے ظلم و ستم سے بھاگ کر آیا تھا اور
اوسنے دستگیری اوسکی کی چنانچہ بڑی بڑی عنایتونسے پیش آیا اور اوسکی بحالی
کی سعی و کوشش مین ملک اپنا دے بیٹھا اور ایکمدت تک اپنے مہمان کی خدمتگزاری
مین مصروف رہا جسکو آخرکار اوسنے اوسکی حکومت پر قایم کیا بہت دنون تک
بے وطنی مین گزاری اور فقر و عزت پر شاکر رہا اور اس شہزادہ کی شکرگزاری کو جسکو
اوسنے عالی ہمتی سے بچایا تھا اپنی سعی و محنت کا نتیجہ تصور کیا یہ کابوس اپنی دانشمندی
اور فضل و ہنر مین مشہور و معروف ہے چنانچہ اوسکی باتین لطیفے اور مقولے گردانے
گئے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے نما لوگونکی جہت سے پہلے وقتونکا آدمی معلوم ہوتا ہے
اوسکی نیک کرداری اور پاک طینتی مین ایک گونہ سختی تھی اور وہ ایسی تھی کہ جسکے
ذریعہ سے ایسے لوگونکی محبت حاصل کرتا جو پراگندہ وقتونمین رہنے کے باعث سے

ہمیشہ کے خطرون اور انقلابونکا بدل اسطرح پر چاہتے تھے کہ جسطرح جی چاہے
عمل مین لاوین حاصل یہ کہ کابوس کے اون سرکش سردارونسے اوسکو ہلاک کیا جنکے
ظلم و تعدی سے لاگ دانٹ اوسنے چاہی تھی بعد اوسکے منوچہر اوسکا بیٹا
جانشین اوسکا ہوا جسنے سلطان محمود کی اطاعت کا غاشیہ اوٹھایا اور محمودنے
اپنی بیٹی سے نکاح اوسکا کیا اور اوسکی موروثی جائداد پر قایم رکھا مگر سنہ ۴۲۶ھ
مین انتقال اوسکا ہوا اور غیلان شاہ اوسکا بیٹا جرجان مین تخت نشین ہوا
اگرچہ اس خاندان کے سردارونکو بادشاہونکی فہرست مین داخل کیا مگر
کوئی معقول دعوی اس فخر و عزت کی بابت اونکو نہین پہونچتا اور اصل
اوسکی یہ ہے کہ عہد خلافت کی پراگندگی مین کئی ضلعونپر بطور خود حاکم
ہوگئے تھے مگر اونکی قوت کو کبھی استحکام اور ترقی حاصل نہین ہوئی فقط

ساتوان باب

شاہان غزنی کے بیان مین

واضح ہو کہ غزنی کے اون پہلے بادشاہوں کی تاریخوں کے دیکھنے سے
جو کچھ عرصہ تک فارس کے ایک بڑے حصہ پر قابض متصرف رہے پہلے
بادشاہوں کی نسبت بڑی کیفیت حاصل ہوتی ہے اسلیئے کہ اگر بلاد یورپ مین
کوئی بادشاہ بطور خود مختار مختار رہو وے تو اوسکی حکومت ایک ہمیشہ شائستہ
بایستہ کے رسم و رواج اور علم و ہنر کے باعث سے کسیقدر معقول و معتدل ہوتی
مگر ایشیا کے لوگوں مین خود مختار بادشاہوں کی حکومت ہمیشہ ایک وتیرہ پر نہین
اور جو فرق و امتیاز اونکی حکومت مین پایا جاتا ہے وہ خصوص خود مختار
بادشاہوں کی خوبی و مزاج بلکہ اکثر اونکی تاب و طاقت پر زیادہ موقوف

و منحصر ہوتا ہے اسلیئے کہ جہان ہمیشہ لڑائی جھگڑائی کے ہنگامے قایم رہتے ہین وہانکے
باشندے نہایت تنگ و تیرہ ہوتے ہین چنانچہ چین شرقی حکومت کا حاکم
ہمت کا ہارا اور ہاتھہ پانو کا بوداتھا وہ ہمیشہ ذلیل ہی رہا غرضکہ اس سے
یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اگر رعایا کو کسی حکومت مین امن چین حاصل رہے تو بلاشبہ
حاکم کے زور و طاقت پر مدار اوسکا ہوتا ہے اور جو باتین اوسکی رعایا کو حاصل
ہووین تو بنیاد اونکے فخر و عزت کی ایسے حاکمو نکے حسن انتظام پر مبنی ہوتی ہے اور
اون بادشاہون کی تعریف خوشامدگویون کی رنگ آمیزیون کی جہت سے سمجھنی
سچا ہئیے کہ وہ چار پیسے کی طمع سے ادھر اودھر کی باتین ملاتے ہین بلکہ جب
وہ آزادی کی قدر و منزلت سے واقف نہین اور اوس قسم کی حکومتون سے
محض ناآشنا ہین تو امن و آسایش کی حالت کو بہت غنیمت سمجھتے ہین
یہانتک کہ صرف رضامندی پر قناعت نہین کرتے بلکہ جب یہ دیکھتے
ہین کہ ایک جلیل القدر آدمی کے حکم و قوت کے ظل و عنایت مین بڑی
بڑی آفتون سے محفوظ و مامون رہتے ہین تو وہ اوسکے سامنے گڑگڑاتے اور

ان مین ان ملانے کو فخر اپنا سمجھتے ہین

منجملہ کلان امرا بخارا کے ایک الپتگین بادشاہ کی اطاعت چھوڑکر اپنے
ہمراہیون سمیت غزنی کو چلا گیا جو اوس زمانہ مین ایک چھوٹی سی بستی تھی
اور ساری غرض یہ ہے کہ منصور بن سامانی کی آفت عداوت سے بچا رہے
جسکی تخت نشینی کی نسبت اوسنے مخالفت کی تھی جب کہ وہ نہایت کمسن تھا
اگرچہ یہ بات دریافت نہین ہوتی کہ اوسکے ساتھی سات سو یا آٹھ سو آدمیون سے
زیادہ ہووین مگر اوسنے منصور بن سامانی کی اوس بڑی فوج کو شکست
فاحش دی جو حملہ کے لیے بھیجی گئی تھی چنانچہ اس فتح عظیم اور علاوہ اوسکے
اور چھوٹی چھوٹی فتوحات کی بدولت ایک چھوٹی سی ریاست غزنی مین قائم کی
اور جب کہ انتقال اوسکا ہوا تو اسحاق اوسکا بیٹا اوسکی گدی پر بیٹھا مگر یہ نوجوان
شاہزادہ جو عیاش اور تن پرور تھا کچھ تھوڑے دنون تک زندہ رہا اور
بعد اوسکے سارے لوگونکی رضامندی سے سبکتگین حاکم مقرر کیا گیا جو اصل
نسل مین ترکی تھا اور بعض مورخونکا یہ بیان ہے کہ وہ زرخرید الپتگین کا تھا

اور بعض یہ کہتے ہین کہ وہ اوسکے خاص رسالہ کا ایک سپاہی تھا اور اسی وجہ
سے بادشاہی غلام کہلاتا تھا جو مشرقی قومون مین ایک عزت کی بات
سمجھی جاتی تھی اگرچہ وہ اصل و نسب کی روسے التفات و توجہ کے قابل نہین مگر
اس نظر سے التفات کے سزاوار و شایان ہے کہ وہ جسقدر اصل و نسل کی حیثیت
سے نظرونسے گرا ہوا تھا اوسی قدر اوسنے وہ شہرت حاصل کی جسکی بدولت
آنکھون کی پتلی بنگیا اور اچھے اچھے بلند نظرونکی آنکھون مین سما گیا ع
آدمی را بچشم حال نگر چہ الپتگین نے اوسکو شرف ملازمت مشرف فرماکے
فخر و امتیاز اوسکو بخشا اور اوسکے ارکین سلطنت نے سبکتگین کی
خوبی و خصلت کی حسن و خوبی کو جانچ تولکر اوسکے ممد و معاون ہوگئے
جو اپنے امن و امان اور بھلائی بہبودی کے لئے اوسکے زور و طاقت کو
ضروری و لابدی سمجھتے تھے اور یہ خیال اونکا کچھ کچا نہ تھا اسلیئے کہ اوسکے
عہد حکومت مین غزنی کو بڑی ترقی حاصل ہوئی یعنی اوسنے غزنی کی
قلمرو کو بڑا چوڑا چکلا کیا اور وہان کے لڑنے والونکو آسمان پہ چڑھایا

اور اوس خاندانکو جو تھوڑے دنونسے قائم ہوا تھا نہایت بڑے بادشاہ ہو گئے

والا خاندانونسے شان وشوکت مین زیادہ کیا *

سبکتگین کی حکومت بہت تھوڑی مدت قایم رہی مگر بڑے بڑے کام اوسنے

کئے چنانچہ اوسنے ایک سردار تیغا نامی کو بڑی عنایت فرمائی جو شہر بست سے

خارج کیا گیا اور اس سردار نے یہ عہد کیا تھا کہ درصورت کامیابی کے خراج

ادا کرتا رہوگا اور آپ کو غزنی کی سلطنت کے حاکم کا عامل سمجھیگا مگر چند روز گزرگئے

تھے کہ وہ عہد شکنی پر آمادہ ہوا چنانچہ ایکروز اوسنے ایسی حالت مین کہ وہ اور

سبکتگین دونو سیر وشکار مین مصروف تھے اور سبکتگین رد وبدل کر رہا تھا

کسی کلمہ سے برہم درہم ہو کر سبکتگین پر ہاتھ چھوڑا اور اس سے پہلے کہ وہ

بچاؤ اپنا کرے تلوار کی چوٹ اوسپر لگائی یہانتک کہ دونوکے ہمراہی باہم

لڑنے بھڑنے لگے اور تھوڑی دیر تک بڑا گھمسان رہا مگر انجام اوسکا یہ ہوا

کہ تیغا اور اوسکے ہمراہی جان بچا کر بست کو بھاگ گئے اور سبکتگین نے اوس

بستی پر دھاوا کیا اور بہت جلد اوسپر قابض و متصرف ہوا مگر تیغا قابو سے

نکل گیا اور سبکتگین کے قہر و غضب سے محفوظ رہا *

وہ شہرت جو سبکتگین نے مہم مذکور الصدر مین دلیری دلاوری کی بدولت
حاصل کی تھی وہ اوس شہرت کے مقابلہ مین جو ہندوستان کے بت پرستونپر
جہاد کرنے سے اوسکو حاصل ہوئی لاشئے محض سمجھی گئی ہندوستانپر اسلیئے
حملہ کیا تھا کہ ہندوستان کی دولت اوسکے کانومین پڑی تھی اور لوٹ کی
چاٹ اوسکو بےڈھب لگ گئی تھی اور علاوہ اسکے بڑی غرض تھی کہ بت پرستو نکے
دین و مذہب کو خاک مین ملاوے اور اپنے پیغمبر کی ملت کو اوجالے چنانچہ
اوسنے پہلے پہل راے جیپال کو شکست فاحش دی جو اون دنون شمال
ہندوستان کا راجا تھا اور کابل پر قبضہ کیا اور پنجاب کو لوٹا کھسوٹا اور
دوسری مہم مین پہلی مہم کی بہ نسبت بڑی کامیابی حاصل ہوئی یعنی ہندوستان
کے راجاپر بڑے معرکہ مین غالب آیا بعد اسکے اوسنے راجہ جیپال کی فرمانبرداری
قبول کیا جسنے ہر برس عمدہ عمدہ تحفے بھیجنے اور شاہان غزنی کو خراج دینے کا
بوجھ اپنے سر پر رکھا اگر محمود بن سبکتگین نے جو جوان گبرو تھا جیپال کے

قول و قرار کو توڑنا اور با صرار تمام اپنے باپ کی خدمت میں یہ گزارش کی کہ
وہ بت پرستوں کی کسی بات کو نہ مانے اسلیئے کہ کافرونکا نام و نشان کھونا عین
ثواب ہے اور جب کہ ہندوستان کے راجا نے محمود کی سختی سنی تو اوسنے
محمود کو کہلا بھیجا کہ ہم سے سپاہی کے پوتونکا ناک مین دم کرنا اچھا نہین اگر
میرے ہمراہی جو ٹوٹے پھوٹے دکھائی دیتے ہین بچاو کی صورت نہ دیکھینگے
یا اپنے تحمل سے زیادہ چھیڑے جاوینگے تو رنگ ڈھنگ اونکے وہین
پلٹ جاوینگے اور اپنے جورو بچونکو لہو مین نہلا کر گھر بار اپنا جلا وینگے
اور کھلے بالون مثل ایسے لوگونکے بڑی دلیری دلاوری سے تمہارے
لشکر مین پھیلینگے جو انتقام لینے پر جی جان سے پلٹے پھیلتے ہین سبکتگین کو
صدق اوسکے قول کا بخوبی معلوم تھا چنانچہ اوسنے محمود کے کہنے سنے پر
عمل نکیا مگر راجا کے برتاو سے محمود کی رای نے بہتر مصلحت دریافت کی
یعنی جب کہ سبکتگین واپس گیا تو راجا نے قابو پا کر اون سردارونکو
مقید کیا جو تحصیل خراج سالانہ پر متعین تھے اور زنہار اپنے قول و

قرار پر قایم نرہا اور اسلئے کہ نقض عہد کا ثمرہ اور خلف وعدہ کا نتیجہ پیش پا
منصور تھا تو اوسنے اپنی قلمرو کی جگہ جگہ سے فوج اکھٹی کی اور بلحاظ اون سرداروں کے
جو اوسکے ممد و معاون ہوئے تھے یہ دریافت ہوتا ہے کہ اوسکی قلمرو مین وہ
ملک شامل تھے جو ایکطرف کو دریای سندہ سے مالوہ تک اور دوسری جانب کو
بنگالہ تک واقع تھے غرض کہ سبکتگین نے ایسی تھوڑی فوج سے راجا کی فوج کا
حملہ کیا جو فوج سبکتگین سے پانچ حصہ زیادہ اور تین لاکھ کے قریب قریب
تھی اور ایسے چھوٹے چھوٹے گروہونسے حملہ کیا جو ایک حلقہ مین لڑتے تھے
اور پیچھے ہٹ کر مارتے تھے یہانتک کہ راجا کی فوج اپنی طرف کو بھاگی اور
بہت سی غنیمت چھوڑ گئی سبکتگین نے پشاور اور ملتان پر قبضہ کیا جسکے
ہاتھہ آنے سے غزنی و کابل سمیت ایک ایسی سلطنت ہاتھہ آئی جو خراسان سے
پنجاب تک پھیلی تھی *

اگرچہ اتبک سبکتگین نے بادشاہی کا خطاب اختیار نکیا تھا مگر نوح
سامانی کے طلب کرنے سے پہلے جسنے اوسکو اپنی رعایا کی گوشمالی کے لیے

ملایا تھا بادشاہ ہو گئی بات اوسکو حاصل ہو گئی تھی اور بخارا کے ناتوان حاکم کو
ایسے سردار والامقدار کی جانب سے اقرار وفاداری بڑی خوشی کا باعث
ہوا ہوگا مورخون نے بیان کیا ہے کہ جب سبکتگین نے نوح سامانی کی ملازمت سے
شرف حاصل کیا اسکے چہرہ مہرہ سے بادشاہی مترشح ہوتی تھی تو وہ بے
اختیار اپنے گھوڑے سے اوترا اور شاہزادہ کی رکاب کو بوسہ دیا[۵۱] رکاب کے
چومنے سے سبکتگین کا مرتبہ بڑھا اور اوسکی حکومت کو ترقی حاصل ہوئی
یعنی ہرات کی لڑائی کے بعد اوسکو خراسان عنایت[۵۲] ہوا اور ناصرالدین کا
خطاب بھی ملا جو فارس کی تاریخی کتابون مین مذکور ہے*

سبکتگین تھوڑی مدت کے گذرنے پر مرگیا اور جو کام اوس سے
مرنے سے پہلے صادر ہوا وہ اوسکی عقل و ہوشیاری کو بتا لگاتا ہے جس سے
اوسنے اپنے عہد حکومت مین کام لیا تھا یعنی اوسنے محمود اپنے بڑے بیٹے
کے استحقاق ولیاقت پر خاک ڈالکر جو خراسان کا حاکم تھا اسماعیل اپنے
چھوٹے بیٹے کو تاک پر چڑھایا جو دربار کا حاضر باش اور باپ کے مزاج مین

ایسا ذلیل تھا کہ باپ کو ایسی بے انصافی پر آمادہ کیا کہ اپنی گدی پر اوسکو
بٹھلایا اسماعیل نے اپنے قیام و استحکام کی غرض سے باپ کا روپیا لوٹایا
اور سپاہی لوگونکو مال و دولت سے بھر دیا مگر سپاہی ایسکے کہ اوسکے دینے
دلانے سے لوگون کے دلونمین انس اوسکا جمتا بیٹھتا پرانے لازم جو ترتیب و
قاعدہ کے عادی تھے لوٹنے کھسوٹنے اور مارنے دھاڑنے پر مائل ہوئے
چنانچہ جب محمود نے حملہ کیا تو اونھون نے اسماعیل کی رفاقت چھوڑی
اور جون ہی کہ خاص غزنی مین جد و جہد اوسکی کام نہ آئی تو کام ناکام اوسنے
بڑے بھائی کا دامن پکڑا لڑائی سے پہلے محمود کو یہ فکر لاحق تھی کہ بیٹھے بٹھائے
کہین جھگڑا قایم نہو اور اپنی بڑائی کے لحاظ و حیثیت سے حقوق و مرافق
اپنے جتانے چاہے تھے یہانتک کہ تقسیم کا ارادہ تھا مگر اسماعیل نے کسی بات پر
توجہ نکی اور اپنے ہاتھونسے ہاتھ اپنے کاٹے محمود نے چھوٹے بھائی سے
بری آدمیت برتی اور اوسکے کرتوتونپر خاک ڈالکر کسی بات کے درپے نہوا
اگرچہ بظاہر مقید رکھا مگر برے سلوک اوس سے برتے *

محمود بن سبکتگین کی سلطنت کا بیان

اگر محمود کے سارے کامونکو شروح و مفصل بیان کرین تو ایک
بڑی جلد اوسکی تیار ہووے مگر با وصف اسکے اختصار بھی سہل و آسان نہین
محمود اپنے باپ کی گدی پر جب بیٹھا کہ لڑائیونکے انتظام اور ملکونکے انصرام مین
بڑے بڑے تجربونکے حاصل ہونے سے رای اوسکی صائب اور تدبیر اوسکی درست
ہوگئی تھی ترقی اسلام اور عروج دولت دونون کا شوق اوسکی طبیعت پر
حاوی تھا مگر اسلئے کہ ابتک پوری آزادی حاصل نتھی تو یہ دونو شوق افسردہ
پژمردہ تھے اور جب کہ وہ تخت نشین ہوا تو وہ دونو ایسے پھلے پھولے کہ
بقول ایک مورخ کے ساری دنیا کو ہیبت و جرأت لاحق ہوئی *

بغداد کے خلیفہ قادر باللہ کی رفاقت پر محمود اپنے جی جان سے مائل تھا
چنانچہ اوسنے مصر کے حاکم کے قول و قرار کو نمانا جسکے خاندان والا شان نے
صرف اس نظر سے کہ وہ بنی فاطمہ مین امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا تھا قادر باللہ
اپنے دوست محمود کی خوبو سے بخوبی واقف تھا تو اوسنے قدیمی اسلام کیا

تعریف کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ دین اسلام کو شایع کرے اور دنیا مین نام اور دین
مین جنت کماوے غرضکہ قادر باللہ نے محمود کی دلی آرزو پر دست یمین اور حامی
دین متین کا خطاب عنایت کیا اور اوسنے یہ وعدہ کہ جب تک دین و ملت کا مین عاشق
ہون اوسکی خدمتگزاری مین تا حیات اپنی تلوار اپنی صدقہ رہیگی چنانچہ بیشمار ان
آدمیونکی جنکو اوسنے بزور شمشیر اپنے دین پر مائل کیا جو تبدیل مذہب کے لئے
ایک اچھا چلتا اوزار تھا نہایت دشوار اور قبضہ قدرت سے خارج ہے بعد اوسکے
خلیفہ کو دوست اپنا بنایا اور خراسان و رے پر قبضہ کیا اور خراسان کے حاکم
ایلک خان سے نہایت ربط و ضبط پیدا کرکے اوسکی بیٹی سے شادی کی اور بعد اوسکے
کفار ہند پر وہ بڑا جہاد کیا جسمین اوسکی حکومت کا زمانہ بہت سا صرف ہوا *

پہلی دو مہمون مین بڑی فتح اوسکو ہاتھ آئی چنانچہ اوسنے دشمنونکو
شکست فاش دیکر بہت سا وہ ملک فتح کیا جو پنجاب کے نام سے نامی گرامی ہے
اور وہان حکومت بھی قایم کی اور وہ جیپال راجا جو سبکتگین سے مقابلہ مین آیا
تھا محمود سے بھی مقابل ہوا مگر اوسکی فوج نے شکست فاش کھائی اور خود راجا نے

جو عقیدہ ونکا کچا اور ملک کی محنت کا پکا تھا بڑی ہچان توڑ کر یہ ارادہ کیا کہ اپنی دیوتونکو
منا دیوے اور اپنے ملک کو اوس آفت ناگہانی سے بچاوے جو اوسپر نازل ہوئی تھی چنانچہ
اوسنے ملک کی حکومت بیٹے کو تفویض کی اور ایک چتا مین بیٹھ کر بہت گڑگڑایا اور
یہ دعا مانگی کہ اس جلنے سے اون گناہونکی مغفرت ہو جاوے جنکے سبب سے میری
بدبخت حکومت پر یہ آفت نازل ہوئی حال اس واقع کا اون نوشتونسے دریافت
ہوتا ہے جنمین کسی طرحکا شک شبہ نہین ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو رنگ ڈھنگ
اس موقع پر راجا نے برتا اوس سے واضح ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے ہندو اپنے
دین وملت کے قاعدون اور باپ دادے کی رسمونکے بڑے پابند ہوتے ہین
جیپال کے بیٹے انندپال کو اپنے باپ کی نسبت کوئی بڑی کامیابی
حاصل نہوئی بلکہ محمود نے دو حملون مین ہندوستان کی فوج کو توڑ پھوڑ کر
برابر کیا اور ملتان پر قابض متصرف ہوا یہانتک کہ اگر اوسکو اپنے گھر کے بچاو کی
فکر نہوتی اور لوٹنا پڑتا تو گمان غالب تھا کہ وہ ساری ہندوستان پر قابض
ہو جاتا بیان اوسکا یہ ہے کہ خراسان جسکے حاکم سابق الجی خان نے بعد ان خالی

پاکر محمود کی قلمرو پر قبضہ کرنا چاہا چنانچہ دو فوجین خراسان پر روانہ کین اونہ
جب شاہ غزنی نے اونکو پسپا کیا تو ایلچی خان نے غیظ و غضب کے مارے
وہ تمام فوج اپنی لیکر جسمین قادرخان حاکم ختن سے پچاس ہزار سوارون سمیت
شامل ہوگیا تھا دریای آمو سے عبور کیا یہانتک کہ بلخ کے نواح مین یہ فوج
آپہونچی اور محمود نے بلا خوف اوسکا مقابلہ کیا اور فوج کی یہ صورت تھی کہ
داہنی ہاتھ اوسکے بڑا سپہ سالار التونتاش اور بائین جانب ارسلا
نامی ایک پٹھان اور قلب فوج مین خود بنفس نفیس تھا جسپر ایلچی خان نے بڑے
زور شور سے دھاوا کیا چنانچہ پہلے ہی یہ فوج تھوڑی بہت تتر بتر ہوئی مگر محمود
اپنے گھوڑے سے اوترا اور ہاتھی پر سوار ہوا کہ فوج اوسکی اوسکو دیکھتی رہے اور
حسن تدبیر اور قوت تقریر کی بدولت فوج منتشر کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ ساتھ
نہ چھوڑے خواہ فتح پاوے یا ماری جاوے دریافت ہوا کہ اس ہاتھی مین بھی اپنے
آقای نامدار کی سی دلیری دلاوری تھی اس لئے کہ اوسنے غنیم کی فوج مین ہلچل
ڈالی تھی اور سونڈ کی ضرب اوسکے نیزہ بردار کو زمین پر لایا تھا تاتاریونکی ہمت نے

جواب دیا اور ہاتھہ پانو اونکے پھول گئے اور غزنی کی فوج نے جو اس اپنے مجمع کر کے
اپنے بادشاہ کی ہمت مردانہ کی ایسی امداد و اعانت کی کہ وہ کسی سے رک نسکی
غرضکہ دشمن ادھر اودھر کو بھاگے اور اٹک کے پار تک اونکا تعاقب کیا گیا اور
بہت سے آدمی جو آب شمشیر سے بچکر نہوئے دریا مین ڈوب کر موئے غرضکہ
یہہ ایسی شکست ایلک خان نے کھائی کہ نام اوسکی شہرت کا باقی نرہا اور چار برس
تک لوٹتا پیٹتا رہا اور بعد اوسکے لوٹ پیٹ کر مر گیا مگر کبھی محمود کے مقابلہ کا نام
نلیا محمود نے دریا پار تک بھگوڑ رونکا پیچھا کیا مگر جاڑے کے مارے عزم اوسکا
ٹھنڈا ہو گیا اور جب تک اوسکے اکثر سپاہی جاڑے کے مارے نموئے تب تک
اوسنے جاڑے کی پروائی اور جو کہ اوسکی طبیعت کو نچلا بیٹھنا سخت گران تھا
تو اوسنے پنجاب کی جانب کو راجا نواسہ کی گوشمالی کے لئے باگ اوٹھائی جو
خود مسلمان ہو گیا تھا اور مسلمان ہونے کی ضرورت سے حکومت اوسکو دیگئی تھی اور
محمود کے چلے جانے پر بغاوت کا جھنڈا قایم کیا تھا اور اسلام سے پاک صاف
ہو بیٹھا تھا حاصل یہ کہ غزنی کی فوج نے اس اوچھے راجا کو جیسے دوبارا اپنے دین کو

بدلا اسد لاعين غفلت مين جا گهيرا اور اوسكو مقيد كيا محمود نے بهت ستاتا وان اوس
كيا اور حبس دايم كا حكم ديا بعد اوسكے محمود اپني دار السلطنت كو لوٹا اور آغاز سنہ
مين هند و نپر كوچ كيا جو دور دراز مقاموں سے انند پال كے جهنڈے تلے
اكهٹي هوئي تهي اور يه ٹهاني ٹهرائي تهي كه محمود كو آگے بڑهنے نديں كهتے هين كه
وه لوگ جو درياى سنده كے متصل پهنچے تين لاكهه آدميوں سے زياده تهے
معلوم هوتا هے كه محمود غازي كو اسقدر لشكر كے ديكهنے سے كچهه تهوڑي بهت
هيبت لاحق هوئي هوگي اسلئے كه وه چاليس دن تك اوسكے سامنے چپ چاپ
پڑا رها اور ميدان نه آيا بلكه ايك گهري كهائي كے ذريعه سے اپنے لوگوں كي حفاظت كي
اور انجام كار اوسكے مخالفون نے اوسپر حمله كيا اور اول وهله مين هي خندق سے
پار اوتر گئے اور بهت سے مسلمانونكو شهيد كيا اور بهت دير تك چپقلش رهي كوئي
غالب نه آيا هان انجام اوسكا يه هوا كه محمود نے فتح پائي مگر كهتے هين كه يه بڑي فتح
اوسكو اسلئے هاتهه آئي كه انند پال كا هاتهي ڈر كا مارا كسي طرف كو بهاگا اور
اوسكے بهاگنے سے غنيم كي فوج مين بهگي پڑي محمود نے دو دن تك

بھگوڑون کا تعاقب کیا اور بیس ہزار سے زیادہ آدمی قتل کئے اور بڑی غنیمت
ہاتھہ آئی بعد اوسکے محمود نے پھر ہندوستان پر حملہ کیا اور جو مندر اوسکی
راہ مین پڑے توڑ پھوڑ اونکو برابر کیا جسکی بدولت اوسکی پہلی فتح کو بڑی زیب و
زینت حاصل ہوئی اور اوسکی خواہش کو کہ وہ بت شکن کے خطاب سے
شہرت پاوے یہ امر مانع نہوا کہ مغلوبین کے مال و دولت پر تصرف کرے
مشرقی مورخون کے بیان سے دریافت ہوتا ہے کہ جب
محمود لوٹ کر غزنی کو گیا تو اوسنے ایک جشن منعقد کیا جسمین شہر والونکو
ایسے زرین تخت اوسنے دکھلائے جنمین بھاری بھاری جواہر جڑے
ہوئے تھے اور سات سو من سونے چاندی کے برتن اور چالیس
من کھرے سونے اور دو ہزار من چوکھی چاندی اور بیس من جڑاو
زیورون اور جواہرون سے بنائے گئے تھے غرضکہ دیکھنے والونکی
آنکھین کھلی کی کھلی رہگئین اوسی زمانہ مین ملتان کے حاکم داود خان
کو اوسنے مطیع اپنا بنایا جسنے بغاوت سنبھالی تھی اور صوبہ غور پر قبضہ کیا

جو سور افغانون کے تحت تصرف تھا مگر افغانون نے تمردون اوسکے گردن جھکائی
کہ بہت سے سر کٹوائے اور جون ہی کہ محمد خان سردار اونکا پکڑا گیا تو اوسنے
زبردستون کے ہاتھون مین اپنے کو مرنے سے بدتر سمجھ کر کچھ کھا لیا اور
کھاتے ہی مر گیا

محمود نے دوسری یورش تھانیسر کی جو بڑی مشہور پرستشگاہ ہے
اور دلی سے شمال کی جانب مین کوئی تستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے
معلوم ہوتا ہے کہ انندپال نے اس یورش مین اوسکا سامنا نکیا مگر جو کہ وہ
اب ایک سردار خدمتگزار کی برابر رہگیا تھا تو لاہور اپنی دار الحکومت ہی
مین رہا اور بڑے صبر و تحمل سے اوس دھاوہ کو دیکھے گیا جسکی روک تھام
کی تاب اوسمین نہی تھی غرضکہ محمود نے تھانیسر کے مندر کو خاک سیاہ
کیا اور جگسوم اوسکے بت کو توڑا اور اوسکے ٹکڑونکو باین غرض غزنی کو
بھیجا کہ وہ بڑی مسجد کے زینہ مین لگائے جاوین تاکہ اون مسلمانونکے
پانوسلے روندے جاوین جو مسجد مین آتے جاتے ہین اور جب کہ

یہ مہم پوری ہو چکی تو غزنی کی فوج مال و دولت سے بھرپور اور اسیرون کی
کثرت سے معمور اپنی قلمرو کو واپس گئے اور کوئی دو برس تک کشمیر اور اوسکے
پاس پروس کے پہاڑی ملکونکے فتح کرنے مین مصروف رہے اور مثل اون
ملکون کے جہان محمود نے فتح پائی تھی وہان کے بہت سے باشندونکو
بزور شمشیر اوسنے مسلمان کیا اور ہندوستان ایک برس تک چین
چان سے یون بچا رہا کہ اوسکا دشمن یعنی محمود جو لڑنے بھڑنے سے
نہ تھکتا تھا خوارزم کے لینے مین مصروف رہا اور جب اوسنے وہانسے
فرصت پائی تو جھٹ پٹ قنوج پر چڑھائی کی مگر اسلیے کہ یہ شہر بڑی
مسافت پر واقع تھا اور بہت سی مزاحمتین پیش آنے والی تھین
اور تین مہینے سفر کے بچا سے گئے تھے تو اوسنے اپنی فوج دریا موج سے
لاکھ سوار اور تیس ہزار پیادے منتخب کئے اور کشمیر کی راہ سے
پہاڑون پہاڑون چلا تاکہ پنجاب کے دریا راہ مین واقع تہون اور جبکہ
ہندوستان کے میدانونکو طے کر کیا تو اوسنے بلا تکلف قنوج پر

چڑھائی کی اور ایسی چالاکی برتی کہ وہان کے حاکم کو آگاہی نہوئی چنانچہ اوس نے
طاقت نپاکر محمود کا دامن پکڑا محمود نے شہر پر قبضہ کیا اور تین دن رہکر میرٹھ کیجانب
باگ اوٹھائی اور اوسکو بھی فتح کیا جو بہت بڑا شہر اور مال و دولت سے بھرپور تھا
اور منجملہ اون شہرونکے جنکو محمود نے اس حملہ مین فتح کیا تھا ایک متھرا بھی تھا
جسکو اون دنون نہایت مقدس سمجھتے تھے اور اب بھی وہ بڑی مشہور تیرتھ ہے
چنانچہ جو مورتین وہان ہاتھ آئین اونکو توڑا پھوڑا سنا ہے کہ متھرا کے بڑے
بڑے سنگین مندرونکا توڑنا پھوڑنا اور نام و نشان اونکا کھونا ڈبونا محمود
کی تاب و طاقت سے خارج تھا ان اسباب سے تھوڑی بہت تشفی ہوئی ہم
کو صنعت معماری کے شوق و ذوق کی جہت سے نہ مذہبی تعصب اوسکا مانع
ہوا اسلئے کہ غزنی کے خطون مین جنمین اوسنے حال اس فتح کا لکھا ہے
متھرا کے مقدس مکانونکے حسن عمارت کا وصف بہت کچھ لکھا تھا اسی
مین علاوہ بلاد مذکورہ بالا کے بہت سے شہر اور قلعے فتح کئے اور جب کہ وہ
اپنی دار السلطنت کو صحیح و سلامت واپس گیا تو خاص اوسکی غنیمت مفتوحہ

دو کروڑ درم اور ترپن ہزار قیدی اور ساڑھے تین سو ہاتھی علاوہ ایسے گران قیمت جواہر و نکے جنکی قیمت کا تعین کرنا نہایت دشوار ہے تخمینہ کی۔ وسے قرار دیگئی اور بیان کیا گیا کہ بادشاہ کی خاص غنیمت مقبوضہ سے وہ غنیمت بہت زیادہ تھی جو فوج کے ہاتھ آئی تھی

بعد اوسکے محمود کی طبیعت بھر گئی اور چند سے آرام سے بیٹھنے کا ارادہ کیا چنانچہ تھوڑا سا حصہ اوس دولت کا جو اوسنے فراہم کی تھی دار السلطنت کی آرایش مین صرف کیا اور اوسکے سردارون نے بھی اوسکی پیروی کی یہانتک کہ خود بادشاہ اور اوسکی رعایا کے مکان آراستگی پیراستگی اور وسعت فسحت مین مشرقی شہرون سے برابر ہوگئے مگر باوصف اسکے وہ مسجد سب سے فایق رہی جسکو محمود نے تعمیر کرایا تھا اگرچہ اوسکا سنگ مرمر جس سے وہ بنائی گئی تھی نہایت شفاف اور عمدہ اور تعمیر اوسکی بغایت پاکیزہ تھی مگر قالینون اور طلائی شاخونکی نسبت تعمیر کی عمدگی کچھ نادر تھی اور جب کہ بادشاہ نے یہ سنا کہ اوسکی مسجد کہ عروس فلک مشہور تھی

کہتے ہین تو خوشی کے مارے پھولا نسماتا محمود نے اپنی فتوحات کو نظم کے
پیرایہ مین بہت سے تحفون کے ساتھہ خلیفہ بغداد کی خدمت مین روانہ کیا اور
خلیفہ نے بھی اوس حامی دین کی دلجوئی مین کمی کوتاہی نہرتی چنانچہ اوسنے
حکم صادر فرمایا کہ دار الخلافہ مین محمود کے مدایح علانیہ پڑھے جاوین اور یہ
تدبیر ایسی تھی جسکی بدولت محمود کے فخر و تعصب کو اسلام کی ترقی مین
بڑھوتی حاصل ہوئے جسکا وہ خود ممد و معاون تھا مگر محمود اس تحریک کا
محتاج نتھا اسلئے کہ وہ خود مہمونکا شیفتہ اور یورشونکا فریفتہ تھا اور جو وقت
اوسکا عیش و راحت مین کٹتا تھا وہ بہی جانفشانیونکے ساز و سامانو مین
صرف ہوتا تھا کہین یہ بات اوسکے کانون پڑی تھی کہ قنوج کے راجا کو راجپوت
اوس عہد کی جہت سے جو محمود سے اوسنے کیا تھا قہر وجوار کے راجاؤن
نے چڑھائی کی اور ناحق اوسکو قتل کیا اور کلنجر واقع بندیل کھنڈ کے راجا
نندا نے اس لڑائی مین پہلے پہل پیشوائی کی غرض کہ محمود اپنے دوست کے
انتقام کے لئے ہندوستان مین آیا اور جمنا سے اوترکر کلنجر پر حملہ کیا

مگر نندا تاب اوسکی نہ لاسکا اور پیچھے کو لوٹا یہانتک کہ اوسکی قلمرو کے گہرے غارون
اور نیچے جنگلون نے پناہ اوسکو دی جو مقابلہ کی صورت مین متوقع نتھی محمود نے
چند قلعون کو فتح کرکے بہت سی چھوٹی چھوٹی قومونکو مسلمان کیا جب کہ وہ
غزنی کو لوٹے جاتا تھا بعد اوسکے دوسرے سال اوسنے نندا پر حملہ کیا مگر معلوم
ہوتا ہے کہ گوالیار اور کالنجر کے قلعون کی فتح و کشایش مین سعی اوسکی اکارت
گئی مسلمان مورخ بیان کرتے ہین کہ جب اون قلعونکے حاکمون نے بہت
سی نذرین دیتی قبول کین تو محاصرہ اوٹھایا گیا علاوہ اسکے کالنجر کے راجا کی
نسبت یہ بیان لکھا ہے کہ اوسنے محمود کی صفت و ثنا مین ایک مثنوی تصنیف
کرا کر اوسکی خدمت مین روانہ کی اور محمود نے اوسپر عنایت فرمائی اگرچہ یہ
معقول خوشامد موثر ہوئی جسکی بدولت اوسکو کام مہم سے کنارہ کشی کا حیلہ
ہاتھ آیا مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر اون قلعون کے ہاتھ آجانے کی توقع ہوتی
جسکے ہاتھ آنے سے وہ ملک اوسکے قبض و تصرف مین آتے جنپر اوسنے
حملہ کیا تھا تو مثنوی اکارت جاتی راہ رنہ لیا یہ دریافت ہوتا ہے کہ

محمود کے پاس ایسے پہاڑی قلعون کے فتح کرنے کے ساز و سامان موجود تھے
جو ایسے مضبوط و مستحکم ہین کہ باوصف ترقی علم اور شایستگی فن اور علو ہمت
و شجاعت کے انگریزی فوج کے مقابلونسے متزلزل نہوئے [۱]

جب کہ محمود اس مہم سے واپس آیا تو بعد اوسکے وہ مہم اوسنے
اختیار کیا جو نہایت رغبت سے وقوع مین آئی بیان اوسکا یہ ہے کہ گجرات کے
مالدار مندر کی خبرون سے اوسکے کان بھر گئے اور اوسکے مذہبی تعصب
اور طبعی حب دولت کو شورش پیدا ہوئی اور یہ مندر وہ تھا جسکے پوجاری
سومنات کے زور و قوت پر فخر کرتے تھے اور شمال ہندوستان کے
باشندون کی ستم شعاری بدکرداری اور وہان کے دیوتون کی ضعف و
ناتوانی کو وہان کی آفتون مصیبتون کا باعث بتاتے تھے غرضکہ محمود نے
بت پرستی کے اخیر ملاذ و ملجا کی تباہی کا ارادہ لیا اور ملتان کی راہ سے روانہ
ہوا چنانچہ جودھپور [۲] کے ریگستان سے اجمیر کو پہونچا اور وہان سے سومنات
کی راہ اوٹھائی جسکو ایرانی مورخون نے ایک ایسا اونچا قلعہ بیان کیا ہے

جو عزیز روئماي گجرات مین واقع تھا اور اوسکي تین طرفین سمندر سے محفوظ و مامون
تھین محمود نے ڈیرے ڈالے ہي تھے که درون قلعه سے ایک قاصد آیا اور
یه بات اوسنے کہي که سومنات جي اسلئے مسلمانونکو مندر کي دیوار تلے لائے
ہین که اپني آتش غضب سے اونکو جلا پھونک کر خاک سیاه کرین محمود
اس دھمکي سے مسکرایا اور فوج کو حمله کا حکم دیا چنانچه اگلي صبح کو بڑي دلیري
دلاوري سے کیا گیا اور جب که ہندو فصیلونسے ہٹائے گئے تو مندر مین
گھس گئے اور بت کے آگے گڑگڑانے لگے مگر گڑگڑانا بفائده گیا اور تکبیر کي آواز
آسمان تک پہونچي مسلمان الله اکبر کہتے چلے آتے تھے اور فصیلون پر چڑھ آئے
تھے جہان سے ہندو بھاگ کر گئے تھے اور یه آواز اونکي یه سناتي که اگر
ہندو لوگ اپني بربادي اور موت سے بچنا چاہتے ہین تو اونکو
اپني دلاوري پر تھوڑا بہت بھروسا چاہیئے نه صرف مناجات پر
ہندو لوگ اس ہیبت ناک آوازه سے بڑے غیظ و غضب مین آئے
اور جان توڑکر ٹوٹ پڑے اور یہانتک پھیلے که جدھر جدھر اونکي کارت گئي

چنانچہ محمود کی فوج اون فائدونسے دست بردار ہونی پر مجبور ہوئی جو انکو
حاصل ہوئے تھے اور رات کے ہونے سے حملہ ٹھنڈا پڑا اور چلتی تلوارین
جہان کی تہان تھم رہین مگر دوسرے روز بڑا گھمسان پڑا چنانچہ مسلمان
ادھر ادھر فصیلونپر چڑھ گئے اور ہندوون کی مار مارسے اونٹے ہی نیچے
گرے کہتے ہین کہ ہندوون کی آنکھین ڈبڈبا رہی تھین اور سینے اونکے
بھڑک رہے تھے اور یہ یقین اونکو تھا کہ ہمارے دیوتا نے ہمکو جواب دیا
اور زندگی سے اونکی بیزاری غرض یہی تھی کہ اپنے مخالفونسے بدلا لیوین غرض کہ
اونکی دلاوری کام آئی یعنی محمود نے فوج کو شکستہ دل دیکھ کر یہ ارادہ کیا
کہ جو کھو سکے اوٹھانے سے محاصرہ کی تدبیر کرنا بہتر ہے مگر چونکہ ہندوونکا
نصیبہ یاور تھا ایک فوج سومنات کی اعانت اور مدد کو ہندوون
کی جانب سے آئی اور بادشاہ سے لڑائی شروع ہوئی اور
نہین وقت پر ایک اور تازی مدد بزیر حکم بہرام دیو اور دیبی سلیا راجاؤنکی
پہونچی اور ہندوون کی ہمت دوبالا ہوئی یہانتک کہ فتح کی صورت

پیش آئی اور جب کہ محمود نے فوج کو ہمت ہارے دیکھا اور ہار کو لگ بھگ
اور جیت کو کوسون پایا تو کام ناکام اپنے گھوڑے سے اوترا اور خاک پہ
سجدہ کر کے خداوند کارساز سے اعانت چاہی اور بہت گڑگڑا کر یہ عرض کیا
کہ مجکو تیرے اعلای نام کے سوا کوئی غرض مطلب نہین مجھ پر عنایت چاہیے
بعد اوسکے پھر سوار ہوا اور حسین چرکانی اپنے بڑے افسر کا ہاتھ پکڑ کر یہ بات
فرمائی کہ ہم تم دونو برابر حملہ کرین یا فتح پاوین یا شربت شہادت پیوین
اور جب کہ مسلمانون نے یہ دیکھا کہ ہمارا بادشاہ شکست کے پیچھے جیتا
جاگتا نہین چاہتا تو اونھون نے بادشاہ کی قسمت مین شریک ہونا
چاہا اور ایسی کڑی لڑائی پڑی جسکی ٹکر ہندو نہ اوٹھا سکے چنانچہ ہندو ہو
پانو اوکھڑ گئے اور محمود کے قائم ہوئے اور جون ہی کہ سومنا تیون نے جو اس
لڑائی کو بڑے غور و تامل سے دیکھ رہے تھے اپنے سہا دئیو نکو بھاگتے
دیکھا تو پریشان و پراگندہ ہوئے اور اون سپاہیو نکو چھوڑ کر بھاگے جنکی
حفظ و صیانت پر پہلے جان اپنی کھوتے تھے بہت سے لوگ اپنے

بال بچون سمیت سمندر مین روانہ ہوئے اور محمود نے شہر پر قبضہ کرکے اونکا
تعاقب کیا اور پیچھے اونکے کشتیان دوڑائین یہانتک کہ بھگورون کے
بیڑہ کو پکڑ ڈبویا سارے مورخون نے بیان کیا کہ سومنات کے مندر سے
جو غنیمت ہاتھہ آئی وہ حد شمار سے زائد تھی مگر محمود کو فخر اسکا تھا کہ مین نے
ایسے بت کو توڑا جو پندرہ فٹ کا بلند تھا بادشاہ نے ایک وار اپنے ہاتھہ
لگاکر توڑنیکا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ منجملہ اوسکے ٹکڑون کے دو ٹکڑے غزنی کو
روانہ ہووین اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کی چوکھٹ پر رکھا جاوے اور دوسرا
محلسرای سلطانی مین ڈالا جاوے اور دو ٹکڑے مکہ مدینہ کو اس غرض سے
بھیجے جاوین کہ اون شہرون مین یادگاری باقی رہے برہمنون کو پرچا
لگا اور پیٹ پکڑے دوڑے آئے اور کئی لاکھ روپے دینے قبول کئے
امیرون نے گزارش کی کہ آپ اس قیمت کو منظور فرماوین مگر محمود نے
چلاکر کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ مین بت شکن کے خطاب سے مخاطب ہون
نہ یہ کہ مجکو محمود بت فروش پکارین غرضکہ چند وار اوسپر لگائے گئے اور اوسکے

اندر سے بہت سے بیش بہا جواہر نکلے اور یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ مندر کے
پوجاری اسی غرض سے اوسکو مول لیتے تھے کوئی دین وملت کی نظر نہ تھی
اس لیئے کہ جو غنیمت ہاتھ آئی وہ اوسکی قیمت سے بہت زیادہ تھی
محمود نے گجرات کے چند اور شہرون کو اس مہم مین فتح کیا اور
اوسکی حکومت باین شرط ایک برہمن کو تفویض کی کہ بہت سا خراج
ادا کیا کرے اور حکام غزنی کا مطیع آپ کو سمجھا کرے بعد اوسکے محمود نے
مراجعت فرمائی اور اوسکی فوج نے ریگستان کی بہت سی تکلیف اوٹھائی
جو اول نہ اوٹھائی تھی یعنی ایک اور راہ سے فوج اوسکی گئی اس لئے کہ
ایک راہ نمانے بحیلہ واقفیت راہ سے اونکو بیراہ کیا اور تین منزل تک
ریگستان مین لیگیا مگر جب کہ اپنی فریب کی سزا مین گردن مارے جانیکا
قریب ہوا تو صاف اوسنے اقرار کیا کہ مین سومنات کے مندر کا پوجاری
ہون اور دیوتا کے انتقام مین فوج غزنی کو تباہ کرنا چاہتا تھا
اس شکست کے بعد محمود ملتان کے قرب وجوار مین جاٹون سے

جاکر لڑا اور اون کے جنگی جہازون کا نہایت مضبوطی سے
مقابلہ کیا اور انجام کار اوس مین کامیاب ہوا اور اسی
سال مین اس نے قوم سلجوقی کی اوس ترکی قوم کو شکست
دی جس نے فارس مین آکر محمود کے ملک پر حملہ
کیا اور اوس کے بہت سے سپہ سالارون کو عاجز
کر دیا تھا *

محمود کی سب سے اخیر فتح ملک عراق کی فتح
تھی چنانچہ عراق اور رے اور اور چند صوبون کو ملا کر اوس نے اپنے
بیٹے مسعود کے واسطے ایک علیحدہ بادشاہت قایم کر دی اور
خاص اپنے تاج و تخت کا مالک اور اپنا جانشین اپنے
دوسرے بیٹے محمد کو بنا دیا

محمود ایک مدت سے پتھری کے عارضہ مین مبتلا تھا
اور انتقال بھی اسی عارضہ مین کیا جس وقت اسکی جان نکلی تھی اوس وقت یہ ایک

نہایت عمدہ اور عالیشان قصر مین تھا اور چونکہ یہ محل نہایت عمدہ اور خوشنما تھا اس سبب سے وہ اس محل کو خوشی کا محل کہا کرتا تھا جب اوسکے نزع کا عالم ہوا تو اوسنے اپنی فوج کا ملاحظہ کیا اور دربار آراستہ کرایا اور جسقدر زر و جواہر اور عجیب و غریب تحفہ جا بجا غنیمون مین اسکے ہاتھ لگے تھے او ن سب کو سامنے رکھکر نہایت حسرت و افسوس کی نظر سے سب کو دیکھا اور ایک آہ سرد دل غمناک سے کھینچی کہتے ہین کہ اُسوقت محمود کی آہ سرد یا تو اسوجہ سے تھی کہ اوسنے دنیا کی بے ثباتی کو دیکھکر عبرت پکڑی تھی یا یہ کہ اسکو اس بے انتہا دولت کی مفارقت کا رنج ہوا تھا بعض مسلمان مورخون نے محمود کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اسنے اپنے مذہب کو تلوار کے زور سے شایع کیا تھا اور اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ درحقیقت اوسنے ایسا ہی کیا تھا اور اسبابمین وہ ہر قسم کی تعریف و توصیف کا مستحق تھا لڑائی کے طریقے نہایت عمدہ جانتا تھا بہادری مین بھی یکتای زمانہ تھا لیکن علاوہ بہادری اور مذہب کی مضبوطی کے

اور طرح کی لیاقت مین اوسکا عملدرآمد چندان قابل ستایش نہین تھا بلکہ اوسکے
مذہبی تعصبات نے اوسکی ملک گیری کو ایک خطرناک بنا دیا تھا چنانچہ جس سنے
ملک پر وہ قابض ہوتا تھا وہان اوسکے مذہبی تعرض سے رعایا کو تکلیف و ایذا
دوچند ہوجاتی تھی البتہ اوسکی حکومت مین ایک یہ بات نہایت عمدہ تھی کہ
علاوہ مذہبی تعصب ہوسکنے اور ہر طرح سے امن رہتی تھی اور اسقدر امن و
امان اس سبب سے تھی کہ اسکو ہمیشہ اپنی ارادی مین کامیابی اور جا بجا
اپنے عہد مین فتوحات نصیب ہوئی تھین اور جسقدر لوگ اوسکے انصاف کا
بھروسہ رکھتے تھے اوسیقدر اوسکی سخت گیری سے لرزان بھی رہتے
ہین یہ تو مشہور ہے کہ محمود کا ایک وزیر پنچھا نور وکی بولی سمجھتا تھا اگر
اوسنے بیان کیا کہ ایک پرانے الو نے اپنی بیٹی کے جہیز مین سو ویرانے
دیئے اور سلطان محمود کو درازی عمر کی دعا دی جس سے یہ نتیجہ نکال سکتے
ہین کہ اوسکی سلطنت مین رونق و ترقی کی بہ نسبت بربادی زیادہ تھی
مگر اور تواریخ مین ایک قصہ محمود کا ایسا لکھا ہے جس سے اوسکے عدل و انصاف کا

نہایت کامل ثبوت پایا جاتا ہے یہ ہے کہ ایک غریب شخص نے محمود کے
حضور مین حاضر ہوکر فریاد کی کہ فلان سردار رات کو بجبر میرے گھر مین
گھس آتا ہے اور میری عورت کے ساتھہ شب بسر کرتا ہے محمود نے
یہ سنکر اوسکو حکم دیا کہ اگر آیندہ ایسا ہو تو ہمکو فوراً اطلاع دیجیو ہم اوسکا
تدارک کرینگے وہ شخص بادشاہ کے حکم کے بموجب اوس سردار کا
منتظر رہا اور جس وقت وہ سردار اپنے حسب عادت اوسکے گھر آیا اوسوقت
اوسنے محمود کو اطلاع دی محمود سنتے ہی اُس شخص کے ہمراہ ہولیا اور
اوس فریادی کے گھر مین قدم رکھتے ہی اول چراغ کو گل کیا اور پھر
شمشیر بران سے اوس سردار کا سر قلم کر دیا اوسکے بعد روشنی جلانیکی
جب روشنی آئی اور مقتول کی نعش کو محمود نے دیکھا تو دوزانو بیٹھکر
خدا کی جناب مین سجدہ شکر ادا کیا اور پانی مانگا اوس فریادی نے جو
محمود کی یہ حرکتین دیکھین نہایت حیران ہوکر اوسکو دیکھنے لگا محمود نے
اوسکو حیران دیکھکر کہا کہ تو میری حرکات پر کچھہ تعجب نکر جسوقت

تونے مجکو یہ خبر سنائی تھی اوسوقت سے مینے اپنے اوپر خواب وخور حرام
کرلیا تھا اور مجکو یقین ہوگیا تھا کہ ایسی جرات میرے بیٹونکے سوای اور
کسی سے نہین ہوسکتی کہ علانیہ کسی کے گھر مین بجبر گھس جاوین اور اوسیوقت سے
مینے اپنے دلمین ٹھان لیا تھا کہ جب اوس ظالم پر مجکو دسترس ہوگی اوسوقت
مین سچا انصاف کرونگا چنانچہ جسوقت مینے تیرے مکان مین پاقدم رکھا
اوسوقت چراغ کو اس خیال سے گل کردیا تھا کہ مبادا روشنی مین بیٹے کی
صورت دیکھکر میرے دل مین محبت پدری جوش کرے اور مجکو اس انصاف سے
باز رکھے جو میرا بڑا فرض تھا اور جب مین یہ انصاف کرچکا تو مینے خدا کا شکر اسلئے
ادا کیا کہ میری محبت مجھپر کسی طرح غالب نہین آئی جو مجکو اس انصاف سے
باز رکھتی اور مینے جو تجھسے مضطربانہ پانی مانگا اسکا یہی سبب تھا کہ پیاس کی
شدت نے مجکو جان بلب کر رکھا تھا بعض مورخین نے محمود کو طامع لکھا ہے
مگر درحقیقت انکا یہ خیال صحیح نہین ہے اور اوسکا کوئی معقول ثبوت بھی
نہین ملتا البتہ وہ ایک فیاض آدمی تھا اور اس فیاضی کے سبب سے

اوسکی فوج اپنے آقا کی رفاقت مین نہایت ثابت قدم تھی اسکا دربار
بھی نہایت شان وشوکت کا ہوتا تھا اور جسقدر عمارتین اوس نے
تیار کرائی تھین سب عظیم الشان تھین وہ عالمون اور شاعرونکا بڑا قدردان
تھا چنانچہ جسقدر فارس کے حالات شاہنامہ مین پائے جاتے ہین سب
اوسیکے علم دوست ہونیکا نتیجہ ہے جب تک فارس کی زبان دنیاکے
پردہ پر باقی رہیگی اوسوقت تک یہ شاہنامہ برابر اوسکی یادگار رہیگا
محمود نے اس شاہنامہ کے صلہ مین فردوسی سے بڑے بڑے انعامونکا وعدہ کیا تھا
مگر اس بات پر افسوس آتا ہے کہ جیسا سچا وعدہ کیا تھا محض تنگ حوصلہ
لوگون کے مشورہ سے ویسا ایفا نکرسکا صرف تھوڑے سے ہی انعام پر
فردوسی کو ٹالنا چاہا لیکن فردوسی نے اوس تھوڑے انعام کو قبول نکیا
اور بادشاہ کی اس حرکت کے عوض مین چند مذمت آمیز شعر اپنی کتاب مین
اس مضمون کے بڑھا دیئے جس سے بادشاہ کی تنگ حوصلگی مترشح ہوتی
تھی جب محمود کو اون اشعار کے مضمون پر اطلاع ہوئی تو اوس نے

اپنے ذمہ سے اس بدنامی کے رفع کرنیکے لئے فردوسی کے پاس بہت سا روپیہ
بھیجا مگر یہ روپیہ فردوسی کے وطن یعنی شہر طوس کے دروازہ پر ایسے وقت
پہونچا کہ اسطرف سے فردوسی کی نعش آتی تھی آخرکار وہ روپیہ اوسکی
عالی ہمت بیٹی کے سامنے پیش کیا گیا اوس عالی ہمت نے یہ سمجھ کر روپیہ کو
واپس کر دیا کہ جس دولت کو ایکمرتبہ میرے باپ نے قبول نہین کیا تھا
اوسکا قبول کرنا مجکو کب زیبا ہے

قلمرو سبکتگین نہایت وسیع تھی اور پھر اوسکے بیٹے نے اوسکو اسقدر
وسعت دی کہ غزنی کا بادشاہ بھی شاپور اور نوشیروان کا ہمسر بنگیا چنانچہ
اس وسیع سلطنت کی حد سمت مغرب اور گوشہ جنوب و مغرب مین
تبریز اور بغداد تھی اور مشرق اور گوشہ شمال و مشرق مین بخارا اور کاشغر تھے
اور بنگالہ و دکھن و بحر ہند مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق مین تھے مگر انجام کار جو زوال محمود کے انتقال کے
بعد اس خاندان کو نصیب ہوا وہ اسقدر عجلت کے ساتھ ہوا کہ اوسکی ترقی
بھی اس عجلت کے ساتھ نہوئی تھی جو لوگ محمود کے بعد اوسکے جانشین ہوئے

انکا حال کچھ زیادہ بیان کے لایق نہین ہے

محمود نے اپنی دوراندیشی سے یہ بات پہلے ہی دریافت کرلی تھی کہ
میرے بعد میری اولاد مین ضرور نزاع ہوگا چنانچہ اسنے اسی خیال کی بنا پر
اکثر تبہ اوسنے اپنے بڑے بیٹے مسعود سے کہا کہ تم اپنے بھائی محمد سے کیا سلوک
کروگے اوسکے بیٹے نے جواب دیا کہ وہی سلوک کرونگا جو آپ نے اپنے
بھائی محمد اسمعیل کے ساتھہ کیا تھا اور یہ بات مسعود نے بہت سچ کہی تھی کیونکہ
جب اُسکو اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہونچی اوسیوقت اوسنے غزنی پر
یورش کی کہتے ہین کہ مسعود نے یورش سے پہلے تو صرف اسی قسم کی
تدبیرین کی تھین جن سے وہ بادشاہت کا طلبگار نہین معلوم ہوتا تھا بلکہ
وہ اپنی بزرگی کی عزت برقرار رکھنے کے لئے یہ چاہتا تھا کہ چھوٹے بھائی کے
نام سے پہلے خطبہ مین میرا نام پڑھا جاوے اور اسیوجہ سے وہ یہ کہتا تھا کہ صرف
صوبہ عراق اور رے اور آذربیجان پر مین خودمختار حاکم بنجاؤن لیکن محمد نے
اپنے بڑے بھائی کی بزرگی اور اوسکی مدارات کا اس گھمنڈ مین کچھ خیال نکیا

کہ میرے باپ کا تاج و تخت اور اوسکا مال و دولت سب میرے پاس ہے وہ
میر کیا کریگا جسکا نتیجہ اوسکے حق مین یہ نکلا کہ تمام اوسکی فوج اس سے پھر گیی
اور پانچ مہینے کی بادشاہت سے زیادہ اور کچھہ اوسکو نصیب نہوا اور پانچ
مہینے کے بعد وہ اپنے بھائی کا قیدی بنگیا جسنے اوسکی دونو آنکھین پھوڑ دین اور
اندھا کر کے ایسی سخت قید مین رکھا جسکی کچھہ حد نہین ہو سکتی سب سے
اول جن مقامات کو اسنے فتح کیا تھا وہ مقام کچ اور مکران تھے اور ہندوستان پر
بھی اوسنے چند مرتبہ اس خیال سے حملہ کیا کہ جو ملک اوسکے باپ نے
اپنے زور شمشیر سے فتح کئے تھے انمین امن و امان قایم رہے مگر ظاہرا صرف
سرستی اور ہانسی کے قلعونکی ہی نمودار فتح اوس سے منسوب کیجاتی ہے
اور اوسکا اصلی سبب بھی ظاہر ہے کیونکہ اوسکو کوئی ایسی معقول فرصت
ہی ہاتھہ نہین آئی جسمین وہ ایسے کام کرتا اور جو تھوڑی بہت فرصت
اوسکو ملی وہ سب اون تدبیرونمین ضایع ہوئی جو تاتاریون کی سلجوقی
قوم کے ہاتھہ سے اپنی سلطنت کے بچانیکے لئے کرتا رہتا تھا مثلاً کہ

یہ شریر قوم ہمیشہ سے خراسان اور اوسکی سلطنت کے او بلکو نمین لوٹ کھسوٹ کا
ہنگامہ برپا رکھتے تھے اور ہر وقت اوسکی سلطنت کے تہ و بالا کرنے کی دھمکی دکھاتے رہتے تھے
مسعود نے اول اول اس قوم سے صلح چاہی تھی چنانچہ اسکے سرگروہ داؤد نامی
سے مقام بلخ مین اوسنے ملاقات بھی کی اور اوسکے ساتھ عہد و پیمان کرکے کسیقدر زمین
بھی عطا کی کہ وہ اپنے مویشیونکو وہان چرایا کرین لیکن اس عہد و پیمان کے
بعد مسعود کو اوس قوم کی حرکات سے پھر یہ معلوم ہوا کہ میرا عہد و پیمان
کچھہ اس قوم پر موثر نہین ہوا وہ اپنی جبلی بے ایمانی سے ہرگز باز نہ آویگی اور اوسنے
خیال کیا کہ ایسی مفسد قوم کا آخری علاج تلوار ہے چنانچہ آخر کار مجبور ہوکر
اوسنے تیغ بیدریغ کو سنبھالا اور عرصہ تک اس قوی قوم کا مقابلہ کرتا رہا اور
چند مرتبہ اونپر فتحیاب بھی ہوا مگر خراسان کے ایک بڑے معرکہ مین آخر کار
اوسکو شکست بھی ایسی ہوئی جسنے ان فتوحات کی کسر نکال لی اور گو مسعود نے
اس لڑائیمین بھی وہ داد شجاعت دی کہ اوسکے سبب سے تمام دنیا مین اوسکا نام
ہوگیا مگر اسکی اس بہادری کا نتیجہ اس سے زیادہ کچھہ نہ نکلا کہ وہ اپنی جان بچا لایا

او بابوسی کے ساتھ اپنا تمام مال و اسباب لیکر اس ارادہ سے لاہور کو چلدیا کہ اوسکو
اپنا دار السلطنت بناوے لیکن اس ہنگامے کے سبب سے اثنای سفر مین اتفاق سے
اوسکا تمام لشکر اوس سے بگڑ گیا اور ایک سخت ہنگامہ برپا کر کے جو مال و دولت اوسکے
باپ محمود نے جمع کیا تھا سب اُس شریر فوج نے لوٹ لیا اور پھر اسپر بھی
ان مفسدون کو صبر نہ آیا تو آپس مین ایک دوسرے کا دشمن بنکر لڑنے جھگڑنے
لگے جسکا نتیجہ اُن کے حق مین یہ ہوا کہ کسی کے پاس تو بے شمار دولت
جمع ہو گئی اور کوئی نرا مفلس رہگیا آخر کار جب اس فساد کا نشہ اونکے سر سے
اوترا تو اونھون نے سوچا کہ مسعود تو ہمکو ہمارے کردار کی ضرور سزا دیگا اسلئے
مصلحت یہ ہے کہ جھوٹ موٹ کا احسان رکھکر مسعود کے قیدی بھائی کو مسعود
کی قید سے رہا کر کے پھر تخت پر بٹھلاوین اور خود اوسکے جان نثارون مین بنین
چنانچہ اسی منصوبہ کے موافق وہ محمد کے حضور مین حاضر ہوئے اور مسعود کو
گرفتار کر کے اوسکے سامنے پیش کیا اور غزنی کی تخت نشینی کی اوسکو مبارکباد
دی آخر محمد نے اوسوقت ایسا جوانمردی اور سچی رحمدلی کا کام کیا کہ مسعود سے

اپنی آنکھونکا بدلا لینیکا خیال نکیا بلکہ صرف یہ کہا کہ تم اپنے رہنے کے واسطے کوئی مقام

پسند کرلو چنانچہ مسعود نے اپنے رہنے کے واسطے کری کا قلعہ پسند کیا اور اپنے تمام عیال و

اطفال کو لیکر وہان چلا گیا اور مدت تک اوسمین رہتا سہتا رہا آخرکار ایکروز محمد کے بیٹے

احمد نے اپنے باپ کی آنکھین پھوڑنے کے عوض مین بغیر اطلاع اپنے باپ کے مسعود کو

قتل کر ڈالا اور اپنے جلے ہوئے دل کے پھپھولے پھوڑ لئے مگر جب اوسکے بھائی محمد کو یہ

خبر پہونچی کہ مسعود کو بڑے بیٹے احمد نے مار ڈالا تو سنتے ہی اوسکی آنکھو سے آنسو نکل پڑے

اور اپنے بیٹے کی اس ناسزا حرکت پر نہایت افسوس کیا اور مسعود کے بیٹے دود کو لکھا کہ مجکو

احمد کی اس ناسزا حرکت کی ذرا اطلاع نہین ہوئی یہ کام اوسنے میری مرضی کے

خلاف کیا ہے مسعود کا بیٹا اوسوقت بلخ مین تھا جب اوسکو اپنے باپ کے قتل

ہونے کی خبر پہونچی تو اوسکو ذرا تاب نرہی اور فوراً اپنے آپ کو بلخ کا بادشاہ

مشہور کرکے اپنے باپ کا بدلہ لینے کو چلا چنانچہ دریای سندہ پر اپنے چچا کی فوج سے

مقابلہ کرکے اپنے چچا اور اوسکے بیٹونکو گرفتار کرکے سوای اوس ایک شخص عبدالرحیم نامی کے

جسنے مصیبت کے وقت اوسکے باپ پر مہربانی کی تھی سب کو تہ تیغ کردیا

مسعود کے بیٹے مادود کے زمانہ مین غزنی کے خاندان مین سے
فارس پر کسیکا قبضہ نرہا اور اوس زمانہ سے لیکر جب تک کہ اونکا خاندان
بالکل نیست و نابود نہوا (اور یہ غالباً سو برس کا عرصہ ہوگا) اوسکی تاریخ
بھی نہایت بے لطف ہے کیونکہ اس اثنا مین بجز چھوٹے چھوٹے
ھنگامون اور باہمی کشت و خون اور بغاوتون کے اور کوئی دلچسپ
واقعہ نہین گذرا اور اون ھنگامون مین بھی خاندان شاہی کے شاہزادہ
اور لٹیرے سپہ سالار تھے اور اسی اثنا مین غزنی کو سیف الدین سوری
شاہزادہ غور نے بہرام سے چھینا تھا جو محمود کی خاص اولاد مین سے تھا
آخرکار بہرام کی دارالسلطنت کے باشندے بہرام کے مدد و معاون
ہوگئے اور پھر اون کی کمک سے بہرام نے پھر اوسکو فتح کرکے اپنے
دشمن کو زندہ گرفتار کرلیا مگر اس خوشی مین بہرام ایسا ناعاقبت اندیش
بنگیا کہ اوسکو اپنی حرکات کے انجام پر کچھ نظر نہوئی چنانچہ اسنے
اپنے قیدی دشمن یعنی شاہزادہ سیف الدین غور کی ایسی تذلیل کی

جنکا آخری نتیجہ اوسکو بھگتنا پڑا اول اوسنے شاہزادہ موصوف کو
برہنہ کرکے اوسکا مونہہ کالا کرایا اور ایک ذلیل و حقیر بیل پر اوسکو سوار کراکے
تمام شہر مین گشت دلوایا اور بعد اس تشہیر اور تذلیل کے جو سیف الدین سے
بہادر شاہزادہ کو ایک بزدل گروہ کے ہاتھ سے ہوئی نہایت بے رحمی سے
قتل کیا اور اوسکا سر بطور نشان فتح کے سنجر سلجوقی کے پاس بھیجا گیا جو
اوس زمانہ مین فارس کا بادشاہ تھا جب یہ خبر سیف الدین کے بھائی علاؤ الدین
کو پہونچی کہ وہ بہادر بھائی اس ذلت اور تکلیف سے مارا گیا تو اوسکو تاب نرہی
اور فوراً اوسنے اپنی بھاری فوج کو ساتھ لیکر غزنی پر حملہ کیا اس فوج کے
دلمین بھی سیف الدین کے اون غدار ابو نسے مارے جانیکا خار تھا اور اوسکے
بہادر سپاہی اپنے بادشاہ کے انتقام مین بہرام کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے
جب بہرام نے یہ شورش دیکھی تو پہلے اپنی بہت سی فوج دکھلا کر اپنے
غنیم کو دھمکانا چاہا اور جب دھمکیونسے کام نچلا تو صلح کی طرح ڈالی اور
طرح سے اونکو رضامند کرنیکی فکرین کین مگر الہ دین کی فوج کو کچھ بھی سماعت کی

پروانہ تھي کہ ہمارا ايک بہادر بادشاہ مارا گيا ہے بلکہ اُسکو صرف يہ عار تھي کہ وہ
ايسي ذليلونسے مارا گيا ہے پس اوسنے اس ذلت ہي کے انتقام کا بيڑا اوٹھايا تھا
اور جو شعلہ غضب اور غيظ کا اوس فوج کے دلمين اسوقت بھڑک رہا تھا وہ
ہرگز ايسا نہ تھا کہ بہرام کي گيدڑ بھبکيون يا اوسکي چاپلوسي سے بجھہ سکتا وہ صرف
دشمنونکے خون کي دھارونسے بجھہ سکتا تھا غرض کہ دونون مين ايک ايسي
لڑائي ہوئي کہ اُس وقت تک طرفين سے برابر داد شجاعت دي مگر علاء الدين
کي فوج کے شعلہ غضب کو اور زيادہ اشتعال ہوا اور ايک مرتبہ اوسنے
اپني جانين لڑا دين يہانتک کہ اوسي ہنگامہ مين بہرام اپنے ہاتھي پر سے گرا
اور بمشکل تمام اپني جان بچا کر ہندوستان کي طرف بھاگا اور اوسکي
فوج بھي شکست فاش کھا کر تتر بتر ہو گئي علاء الدين مظفر و منصور غزني مين داخل
ہوا اور سات روز تک اوس نے اپنے سپاہيون کو اذن عام ديا
کہ وہ جسطرح پر چاہين شہر کو تباہ و برباد کرين چنانچہ جسقدر ظلم و ستم
اُن سپاہيونکے ہاتھ سے غزني پر ہوا اوسکي کچھہ حد نہين ہے اور جو ان

اور بوڑھے کسی کو اونکے ہاتھ سے نجات نہین ملی اور غریبون کے جھونپڑے
اور امرا کے محل اور خدا کی مسجدین سب ایک بار تباہ و برباد کردین
اور باوجود اس ظلم و زیادتی کے بھی جو غیظ و غضب اونکے دلون مین بھرا تھا
وہ ذرا فرو نہوا بلکہ چلتے وقت غزنی کے چند مولویون اور سردارونکو پابجولان
اپنے ساتھ ہمو لیگئے اور سر بازار اونکو قتل کراکے اونکے خون سے شہر پناہ
کی مرمت کے لئے گارا سنوایا اور بہرام کی بے رحمی کا صرف یہی نتیجہ نہین نکلا
بلکہ اوسکا اثر اوسکی اولاد تک بھی پہونچا اور علاء الدین کے بھتیجے محمد نے اوسکے
پوتے خسرو ثانی پر اوسکی دار السلطنت لاہور پر سخت حملہ کیا جسکی خسرو
تاب نہ لاسکا اور آخرکار گرفتار ہوکر مارا گیا یہ خسرو سلطان محمود کے نامی خاندان مین
وہ شخص ہوا ہے جسکے اوپر گویا محمود کے خاندان کا سلسلہ تمام ہوتا ہے
اور ۱۱۸۶ ع اس نام اور سلسلہ کا اس خسرو کے مارے جانے سے جلد ختم ہوا اور
ایک ایسے خاندان کے ہاتھ مین ہوا جو بہت پہلے سے ظاہر مین تو اونکا
مطیع سمجھا جاتا تھا یا باطن مین [illegible]

بادشاہونکو جو ضحاک کی نسل مین سے تھے اسبات پر بڑا فخر تھا کہ اونکے بزرگون
نے بڑی بہادری اور نام آوری کے ساتھ فریدون کا مقابلہ کیا تھا اور اسیوجہ سے
وہ غزنی کے بادشاہونکی اطاعت سے عار مانتے تھے اور چونکہ اونکا ملک
اونچے نیچے پہاڑونکے درمیان واقع تھا اس لئے اونکو فتنہ وفساد کی
ہمیشہ جرات رہتی تھی اور آخرکار جسقدر سبکتگین کے خاندان کو ضعف
ہوتا گیا اوسیقدر اون کو قوت بڑہتی گئی یہانتک کہ تمام ہندوستان پر
اونہی کا قبضہ ہوگیا اور اس کنارہ سے لیکر اوس کنارہ تک اونکی فرمانروائی کا
ڈنکا بجگیا مگر ہر کمالے را زوالے کے موافق اونکا عروج بھی تھوڑے ہی روز مین
پورا ہوگیا اور پھر محمد کی وفات کے بعد یہ دونو سلطنتین اون غلامونکے ہاتھہ لگین جنکو
اوسنے تعلیم وتربیت دی تھی اور متبنی کیا تھا کیونکہ اس تخت وتاج کا وارث ہی
اسکے سوا کوئی نہ رہا تھا

ان غلاموں سے مراد [illegible]

آٹھوان باب خاندان سلجوقی کے حالات مین معہ مختصر کیفیت شاہان خوارزم کے

اگرچہ ظاہر مین ملک ایران کا بہت سا حصہ سامانی اور غزنی کے بادشاہونکے

قبضہ مین رہا جو ترکیون کی نسل مین سے تھے مگر تاتار کی قومونکا کبھی ایران پر
ایسا قبضہ نہین ہوا جو قابل اعتماد ہوا اور جن مصائب مین دنیا کا نصف حصہ
گرفتار ہوا ہے وہی آخر کار اوسکو بھی سہنی پڑین کیونکہ جب ہم چین کے
سیراب اور پر فضا میدانونکو سوچتے ہین یا ہندوستان کے زرخیز
صوبون کو دیکھتے ہین یا شمالی یورپ کے پہاڑی ویران ملکونکا خیال کرتے
ہین یا ایشیای کوچک کے خوشنما شہرونکا تصور باندھتے ہین تو ہمکو ایسا کوئی بھی
نہین معلوم ہوتا جسپر اوس اُڑاکو باز ورآور قوم نے حملہ نکیا ہو جو تاتار کے وسیع
میدانون مین سے پیدا ہوئے اور دنیا کے عمدہ اور بے نظیر ملکونکو تاخت
و تاراج کرکے اپنے قبض و تصرف مین لائے اور اسکا سبب یہ تھا کہ جو
سامان اپنے کامون کے لیئے چاہیین وہ سب اون تاتاری قومونمین
موجود تھا اون قومونمین جو مرد تھا وہ سپاہی تھا اور جو عورت تھی وہ
اپنے خاوند کی ایسی رفیق تھی کہ اوس سے صدہا طرح کی اوسکو مدد ملتی
تھی اونکے گھر موٹی [illegible] اون کے ہلکے ہلکے خیمہ تھے جو [illegible] اونکا شکار تھا اور پیشہ اونکا

صرف لڑائی بھڑائی تھی اور کچھ یہی بات نہین ہے کہ وہ خوف وخطر کے
وقت سفر کرتے ہون بلکہ تبدیل موسم مین وہ ہمیشہ اپنا گھر بدلتے ہین
مرد اس قوم کا نہایت قوی ہیکل جفاکش بہادر ہوتا ہے اور عورتین اونکی
نازونیاز وعیش وعشرت کے پاس بھی نہین جاتین جس سے بزدلی پیدا ہو
جس عمر مین اور ملکونکے بچے نہایت نادان سمجھے جاتے ہین اوس عمر مین اونکے
بچے شریر سے شریر گھوڑونپر اس مضبوطی سے سوار ہوتے ہین جیسے اچھا سپاہی
ہوتا ہے اور یہ قوم وہ ہے جو بڑے بڑے خاندانون اور قومون مین منقسم ہے اور
تاتار کے چارونطرف گھومتی رہتی ہے اوسکی ہر ایک قوم کا ایک سردار ضرور ہوتا ہے
مگر وہ سردار کسی قسم کی جابرانہ حکومت نہین کرسکتا بلکہ صرف مربیانہ حکومت کرتا رہتا ہے
اوسکے نیچے بیش یا کوئی ایسا بزرگ منش آدمی اونکا مددگار ہوتا ہے جو مختلف قوم کا سرپنچ
سمجھا جاتا ہو اور سراونکی گرفت کا اختیار رکھتا ہو اونکی خاص خاص جماعتین جب
کسیکی مطیع ہوجاتی ہین یا کسیکی رفاقت اختیار کرتی ہین تو اونکی جمعیت بڑھجاتی ہے
اور جب آپسکے قصے قضیے پیدا ہوتے ہین اور جنگ وجدال تک نوبت پہنچتی ہین تو اونکی جمعیت

کم کبھی بہت کچھ ہو جاتی ہے اور جب کسی نامی سردار کا بیٹا یا بھتیجا ناراض ہو کر
اپنے باپ دادا سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنا ایک نیا گروہ قایم کر لیتا ہے اور یہ گروہ
والے اوسی کے نام سے مشہور ہو کر ظاہر میں ایک علیحدہ قوم سمجھی جاتی ہیں مگر
میں اپنے کو اصلی قوم کی ایک شاخ سمجھے رہتے ہیں اور علاوہ ان باتوں کے
او بہت سی باتیں ایسی ہیں جنسے ہمیشہ اون قوموں کا ایک نیا نام ہوتا رہتا ہے
اور اگر اونکی نسل کا ٹھیک ٹھیک حال دریافت کرنا چاہے تو ہرگز پتا نہیں لگتا
لڑائی تو ان تاتاریوں کے گویا خمیر میں پڑی ہوئی ہے کسی وقت اونکو بغیر جنگ و
جدال کے چین نہیں آتا اگر کوئی انسان مقابلہ کو نہیں ملتا تو جنگل کے درندہ
جانور [illegible] شکار رہتے ہیں اونکے ملک میں چھوٹے چھوٹے [illegible] گروہ
سب کے [illegible] نااتفاق رہتا ہے کبھی آپس میں صلح و اتفاق کا نام نہیں آتا مگر جب
کوئی بڑا سرگروہ اونکو یہ ترغیب دیتا ہے کہ چلو فلاں ملک کو لوٹ لینگے سو
یا اوسکو چھین لینگے تو وہ سب متفق ہو جاتے ہیں اونکے نزدیک [illegible] مردوں کے
سب سے بڑا وصف بہادری ہے اور عورتوں میں بڑا وصف عصمت ہے

اسکے سوای وہ اور کسی وصف کی قدر و منزلت نہین کرتے اور بڑی ناموری
انکے نزدیک یہ ہے کہ لڑائی کے ہنگامو مین شہرت حاصل ہو اور جب کسی شخص کو
کسی معرکہ مین شہرت نصیب ہو جاتی ہے تو یہ سب اوس شہرت کے گرویدہ ہو جاتے
ہین اور گو وہ کسی قوم کے کیسے ہی دشمن ہون مگر جب اوس قوم کا سردار دلیری
یا بہادری مین زیادہ شہرت حاصل کرتا ہے تو وہ بیتامل اوس سے جا ملتے
ہین اور اگر کسی معرکہ مین اوسکو کوئی فتح نمایان بھی حاصل ہو جاوے تو گویا
اوسکو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہین اور اگر اتفاقاً اوسکو کامیابی نہو تو پھر اوسکی
ساری سرداری خاک مین ملجاتی ہے اور وہ بھی احد من الناس خیال کیا جاتا ہے
اور جب کبھی اونکے گروہ کسی غیر ملک پر حملہ کے واسطے جاتے ہین اور اپنا معمولی مسکن اور
چراگاہ خالی کر دیتے ہین تو اور قومین جو اسی تاک مین بیٹھی رہتی ہین فوراً اون
خالی مقامات پر اپنا قبضہ کر لیتی ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو قومین اونسے
زیادہ قوی ہوتی ہین وہ زبردستی سے بھی اونکے گھر بار چھین کر اونکو نکال دیتی
ہین غرضکہ جو گروہ ایک قدم آگے بڑھاتا ہے وہ یہ نہین چاہتا کہ اوسکا ایک قدم

پیچھے ہٹے اور جہاں وہ ٹھہرتے ہین وہان اونکے مسکن صرف وہی چند بدنما خیمے
ہوتے ہین جو ہمیشہ اونکے ساتھ رہتے ہین اور اونکی بڑی عمدہ دولت گھوڑے
ٹٹو اونٹ بھیڑ بکری وغیرہ ہوتی ہین پس انکو بھی ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتے ہین
پس ان سب باتون پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی بہادر اور دلیر ہوتی
قوم ہے جسکو اپنے ضروری سامان کی فراہمی یا تردد کی وجہ سے کبھی ایسا اغتنا کا
نہین ہوتا جو مخالف کے مقابلہ مین اونکو کمزور کردے علاوہ اسکے جب تک اس
قوم مین کوئی لا علاج تنزل نہین آتا اوسوقت تک وہ کسی غیر سلطنت پر حملہ
نہین کرتی اور یہی سبب ہے کہ جب وہ حملہ کرتی ہے تو غالباً فتحیاب ہی
ہوتی ہے اور جو قوم مال و دولت کے نشہ مین بے ہوش اور بے خبر ہو گئی ہو
اور ملک گیری اور جنگ و جدال سے اوسنے سروکار نرکھا ہو وہ اوس قوم کے
مقابلہ مین ہرگز ثابت قدم نہین رہتی جو فوج کسی منتظم سلطنت کے متعلق
ہوتی ہے وہ صرف لڑائی بھڑائی کے لیئے نہین بلکہ اوسکو نہایت سخت
دشمنون کے مقابلہ کے سوای ملک کی حفاظت بھی کرنی پڑتی ہے پس اگر فوج کو

میدان جنگ مین شکست ہو تو سوای ہزیمت کے ملک کی تباہی بھی ساتھہ ہی
آتی ہوتی ہے اور اگر فتح ہو تو جب ان مفید نہیں ہے بخلاف اسکے حملہ آور قوم
جسکے پاس نہ ملک ہے نہ دولت ہے نہ اوسکو کسی بات کی فکر ہے یہان تک
کہ اوسکے لیئے کوئی جگہہ بھی ایسی نہین ہے جہان وہ شکست کھاکر بھاگ ہی
جاوے پس جب تک ایسی قوم کا استیصال ہی نہو جاوے کبھی وہ کسی سے
مغلوب نہین ہو سکتی

یہ تاتاری قومین ایسی مشہور ہو گئی تھین کہ اگر کسی سلطنت کے
کان مین اون کی آمد کی بھنک بھی پڑجاتی تھی تو تمام سلطنت مین تہلکہ
ہو جاتا تھا اور سب درہم برہم ہو جاتی تھی اور جب ہم اون کے سامان جنگ
اور اون کے طور طریقوں کا خیال کرتے ہین تو ہمکو اس بات کے
سننے سے کچھہ تعجب نہین معلوم ہوتا کہ جن بادشاہون نے اپنے
آپ کو اوسکے حملون سے بچانیکا قصد کیا تو انھون نے بمجبوری یہ تدبیر کی کہ
اون کے مویشیون اور گلون کے چرنے کے لیئے عمدہ عمدہ چراگاہین

اونکو دیدین یا اونکو اپنی فوج مین بھرتی کرلیا اور اس فریب سے اونکو اپنا حامی بنالیا
مگرچونکہ ایسے دشمنونکو اپنے مقبوضہ ملک مین قدم رکھنے کی جگہ دینا خطرہ سے
خالی نہین ہوتا اسلئے اونکی تدبیرونکا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ جب عمدہ عمدہ
چراگاہین اونکے ہاتھہ لگین اور اوسکی خبر اونکے اور ہموطن تاتاریونکو
پہونچی اوسیوقت وہ اونسے آملے اور ایک بڑی جمعیت سے اون چراگاہونپر
زبردستی قابض ہوگئے اور اپنی مرضی کے موافق جسقدر فتح کی اونکو تمنا
تھی وہ حاصل کرلی مگر جو ملک اس طریقہ سے تاتاریونکے پاس آتا تھا وہ
اونکے پاس کچھہ زیادہ نرہتا تھا کیونکہ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب
کسی مصیبت زدہ جفاکش قوم کو کوئی ملک ملجاتا ہے تو وہ خواہ نخواہ
آرام طلب بنجاتی ہے اسیطرح جب ان جنگل کے پھرنے والی قومونکو
ایسی عمدہ چراگاہین اور ملک ہاتھہ آجاتے تھے تو وہ آرام طلب بنجاتی تھین
اور اونکی اور ہمسر قومین اس آرام طلبی کے سبب سے اون سے ملک چھین لیتی تھین
اور جو نتیجہ ایک آرام طلب کو حاصل ہوا کرتا ہے وہی اونکو ملتا تھا

تاتاریونکی قوم سلجوقی سلجوق کی طرف منسوب ہے جو کسی زمانہ مین
بڑا نامی گرامی سردار گذرا ہے میدان کپچاق کے ترکونکے بادشاہ بیگو خان نامی کے
دربار مین اس سردار کو بڑا رسوخ تھا مگر آخر کار اوس سے بگڑ کر وہ بخارا کی طرف
چلا گیا اور عمر رسیدہ ہو کر وہین مر گیا سلطان محمود غزنوی کو جب اپنے عہد مین
یہ معلوم ہوا کہ میکائیل نامی شخص سلجوق کا بیٹا ہے تو اسنے اوسکی نہایت درجہ
تعظیم و تواضع کی اور بڑی آو بھگت سے پیش آیا بعض مورخون کا یہ بھی بیان ہے
کہ محمود نے میکائیل کو اسبات کی بہت کچھ ترغیب دی کہ وہ دریای اکسس سے
اوتر آوے اور خراسان مین آکر آباد ہو مگر اس بیان کا کچھ ثبوت نہین ملتا
انہین مورخونکا یہ بھی بیان ہے کہ اس سلجوقی قوم اور اوسکے رفقا کی تعداد
حد سے زیادہ تھی چنانچہ ایک مرتبہ سلطان محمود نے اونکے ایلچی سے دریافت
کیا کہ اگر مجھکو ضرورت ہو تو تم میری مدد کے واسطے کسقدر فوج جمع کر سکتے ہو
ایلچی کے ہاتھہ مین اوسوقت دو تیر اور ایک کمان تھی پس اوسنے ایک تیر
اوٹھا کر محمود سے کہا کہ اگر آپ اس تیر کو بھیجدین تو فوراً پچاس ہزار سوار حاضر

ہو سکتے ہین محمود نے یہ سنکر کہا کہ کل پچاس ہی ہزار اوسنے دوسرا تیر دکھا کر
کہا کہ اگر اسکو بھیجو تو پچاس ہزار او بھی آسکتے ہین محمود نے کہا کہ بھلا اگر
اس سے بھی زیادہ مدد کی ضرورت ہو تو کسقدر آسکتے ہین ایلچی نے کہا کہ اگر
میری آپ کمان بھیجین تو اوسیدم دو لاکھ سوار موجود ہو سکتے ہین محمود
اس بات کو سنکر ظاہر مین چپ ہو رہا مگر دل مین جسقدر اوسکو اپنی فتوح پر
گھمنڈ تھا سب نکل گیا اور اپنی سلطنت کیطرف سے بہت کچھ خوف معلوم ہوا
سب سے پہلے جو زمینین اس قوم کو خاندان غزنی سے ملین وہ
محمود کے بیٹے مسعود کی دی ہوئی تھین جسنے اپنے آپ مین اس قوم کے مقابلہ
کی تاب نہ دیکھکر یہ تدبیر کی تھی اور جو کچھ نتیجے مسعود کو اپنی اس تدبیر کی
بدولت اٹھانے پڑے وہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہتے ہین کہ جب
مسعود کو شکست فاش حاصل ہوئی تو یہ قوم ملک خراسان کے بھی مالک
ہوگئی تھین اور ایک اور ملک خراسان سے لیکر دریای جگزارٹیز تک اون کے
پاس پہلے سے تھا پس جب خراسان اور یہ ملک اونکے قبضہ مین آگیا تو او

سردار طغرل نامی نے اپنے آپکو بادشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا اور
ایک شاہانہ تزک واحتشام سے وہ نیشاپور مین رہنے لگا اسی عرصہ مین اوسکو
یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ القایم کی قلمرو اور اوسکے جملہ ممالک مقبوضہ ایک ابتر حالت
مین ہین پس اوسنے یہ سنتے ہی قصد کیا کہ اب اپنی حکومت کو عرب مین بھی وسعت دینی چاہیئے
چنانچہ اسنے اپنے بھائی داؤد کو خراسان مین حاکم بناکر خود فوراً عراق کیطرف
روانہ ہوگیا اور ایک بڑے ہنگامہ کے بعد اوسکو فتح کرکے بغداد کیطرف
بڑہگیا وہان پہونچکر بغداد کو فتح کیا اور خاص خلیفہ بغداد کو اپنے قابو مین
کرلیا اوسکے بعد موصل اور اوسکے قرب وجوار کے ملکون پر حملہ کرکے دیکھتے
دیکھتے اونکو فتح کیا اور اس فتح نمایان کے بعد نصرت وفیروزمندی کے
ساتھ بغداد کیطرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ خلیفہ القایم نے بڑے
تپاک کے ساتھ اوس سے ملاقات کی اور بڑی تواضع تعظیم سے پیش آیا
سنا ہے کہ جب تاتاری بادشاہ خلیفہ سے ملاقات کرنیکے واسطے گیا تو اوسکو
پیغمبر خدا کا جانشین سمجھکر پیادہ ہولیا اور اوسکے ہمراہی سردار بھی سب پیادہ ہوگئے

خلفا کی عظمت بہت کم کردی تھی اور بنو افضل پیش آنا چھوڑ دیا تھا

تغرل کے بعد اوسکا جانشین الپ ارسلان اوسکا بھتیجا ہوا جو تغرل

کی زندگی مین ہمیشہ اطاعت و فرمان برداری سے پیش آتا رہا اور صرف اس اطاعت و

فرمانبرداری ہی کے سبب سے وہ تغرل کے مزاج پر ایسا حاوی ہو گیا تھا کہ تغرل نے

اوسکے باپ کی وفات کے بعد ملک خراسان پر اوسیکو مستقل حاکم بنا دیا تھا اور

سچ پوچھو تو تغرل کے بعد اس سے زیادہ لایق کوئی اور تھا بھی نہین جو تغرل

کی جانشینی کرتا جسقدر اوصاف ایک ملک ران حاکم کی ذات مین ہونے چاہئین

اونمین سے اکثر تھے وہ بہادر اور فاضل شخص تھا اور علم و ہنر کی جانب بھی

اوسکو نہایت توجہ تھی اور جس طرح پر مسلمان مورخون کے نزدیک اوسکی

بات بڑی مدح و ستایش کے لایق تھی کہ اوسنے ازمینا اور جارجیا اور ایشیا کے

عیسائیونکو نہایت تکلیف دی اور اونکو طرح طرح سے ایذا پہونچائی اسیطرح

اگر ہم بھی اوسکی ایسی باتونکو مدح کے لایق تسلیم کرلین تو جیسے وہ مسلمانونکی

راے مین ایشیا کے مشہور بادشاہون مین سے گذرا ہے اسیطرح ہمارے نزدیک

بھی ایک شہنشاہ بادشاہ ہوسکتا ہے جب اوسنے جارجیا پر حملہ کرکے وہان کے
باشندونکو اسوجہ سے اذیت پہونچائی کہ وہ اسلام قبول کرنے سے
انکار کرتے تھے تو قسطنطنیہ کی گورمنٹ متنبہ ہوگئے کہ اب شاہ ایران کا
آگے بڑھنا خوف وخطر سے خالی نہین ہے چنانچہ الپ ارسلان کی فوج
روکنے کے واسطے روم کا ژونیس ڈیاجنیز نامی سردار جسنے ملکہ یودوشیا سے شادی
کرلی تھی فوج لیکر میدان جنگ مین آیا اور اپنی بہادری اور ہمت سے ایران کی
فوج کو پسپا کردیا اور اسی بات پر اوسنے صبر نکیا کہ ایران کی فوج کو پیچھے ہٹا
چپ ہورہے بلکہ اوسنے اپنے ارادہ کو بلند کرکے آرمینیا اور آذربیجان پر حملہ
کردیا جہان الپ ارسلان سے اوسکا مقابلہ ہوگیا گو الپ ارسلان کو
اوسوقت اپنی فوج کی جرات پر بھروسہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ یہ چنے
ہوئے بہادر ایسے ہی میخون کی طرح صف جنگ مین گڑ جاوینگے
اور ہمت نہ ہارینگے اورنیز نہایت قلیل تعداد دیکھکر اوسکو یہ خیال آیا
کہ رومیون کی بے انتہا فوج کے مقابلہ مین اونکو لڑانا اور بے سود اونکی

گردنین کٹوانا کچھہ اچھا نہوگا اسی خیال سے رومینس کے ساتھہ اوسنے
مقابلہ نکیا اور نرمی پیش آیا الپ ارسلان کے ثناخوان مورخون کا
بیان ہے کہ جب الپ ارسلان نے رومیون کے مقابلہ مین نرمی کی تو
رومینس اس نرمی کو اپنی غلط فہمی سے اسکی عاجزی سمجھا اور تکبر کی راہ سے
اوسنے یہ جواب دیا کہ جب تک الپ ارسلان اپنا لشکر رومیونکی فوج کو
دیگا اور اپنی دار السلطنت رے کو اپنے قول و قرار کی صداقت کی سند مین
ہمارے حوالہ نکریگا اوسوقت تک ہم اوسکے کسی قول کو نمانینگے جب
الپ ارسلان کو یہ جواب ملا تو اوسکی حمیت نے تقاضا نکیا کہ وہ ان باتونکو مانے
بلکہ وہ فورا لڑنے کے واسطے تیار ہوگیا انھین مورخونکا یہ بھی بیان ہے
کہ الپ ارسلان کی فوج بہت تھوڑی تھی اور رومیونکا لشکر بہت
تھا مگر ہمارے نزدیک ان مورخونکی یہ بات بے سند سی ہے کیونکہ یہہ
کہین نہین معلوم ہوا کہ رومیون کی فوج تین لاکھہ اور الپ ارسلان کے
پاس بارہ ہزار سپاہی تھے اور عقل بھی یہ بات تجویز نہین کرتی کہ بادشاہ اپنا

اس لڑائی کے واسطے بارہ ہزار سپاہیون کے ساتھ تین لاکھہ آدمیونکا مقابلہ
کرکے اپنی جان ومال گنواتا اور روم کے بادشاہ سے بھی یہ امید نہین ہوتی کہ
وہ صرف اس ایک لڑائی کے واسطے اپنی تمام فوج کو ایک جگہہ اکھٹا کرلیتا
پس معتبر مورخونکا یہ بیان کہ اوسوقت الپ ارسلان کے پاس چالیس ہزار
آدمی تھے اور رومیونکے پاس اس سے کچھہ ہی زیادہ تھے قرین قیاس معلوم
ہوتا ہے جب الپ ارسلان رومیونکی فوج سے مقابل ہوا تو اوس نے
اپنے دلمین یہ ٹھان لی تھی کہ اگر اس معرکہ مین شکست ہوئی تو پھر زندگی
بھی خراب ہے پس تن بتقدیر سونپ کردہ رومیونسے جا بھڑا اور رومیونکو
اوسوقت یہ یقین تھا کہ یہ فتح تو ہمارے ہاتھہ سے کہین گئی ہی نہین ہے
چنانچہ الپ ارسلان مقابلہ مین گیا تو اوسنے ایک سفید قبا جو مشک وعنبر سے
معطر تھی زیب تن کی اور اپنے گھوڑے کی دم مین گرہ لگا دی اور بجای تیر و
کمان کے ایک شمشیر جانگار اور ایک عصا اپنے ہاتھہ مین لیا جس سے لوگونکو
معلوم ہوگیا کہ وہ اس ڈھنگ سے لڑنا چاہتے ہے اور طرز و انداز اور لباس و

وہ گفتگو سنتے ہی یہ ایک سپاہی پہچان گیا کہ اب اسنے اپنے جی مین ٹھان لیا ہے
کہ اگر یہ سلطنت میرے ہاتھ سے کفار کے ہاتھ مین گئی تو سپاہی اس تاج
کے تاج شہادت ہی پہنونگا جو ملک ابدین میرے فخر و زینت کا باعث ہوگا
القصہ جب رومینس کی فوج نے ہنگامہ آرائی کی اور الپ ارسلان کے
لشکر سے قتل و قتال شروع ہوگیا تو تھوڑے عرصہ کے بعد اول میدان
رومینس کے ہاتھ رہا اور الپ ارسلان کی فوج کو شکست نصیب ہوئی
مگر جب رومینس کی فوج اوسکے تعاقب سے لوٹی تو ایک احمق افسر کی
نادانی سے اوسکی فوج تتر بتر ہوگئی الپ ارسلان تو اسی وقت کی تاک
مین تھا اوسنے اوسوقت کو غنیمت سمجھکر رومینس کی فوج پر دفعتاً ایک
حملہ کردیا اور اپنی تجربہ کاری سے گئے ہوئے میدان کو پھر جیت لیا
اب رومینس کو جو یہ غیر متوقع شکست ہوئی تو گو اوسنے اپنی ذات سے
بہت کچھ دھوم دھام کی اور داد شجاعت دی مگر بقول کسے
اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑ سکتا ہے آخر کار زخمی ہوکر زمین پر گر گیا اور ایک سپاہی

ڈلیس افسر کے ہاتھہ گرفتار ہوکر الپ ارسلان کے حضور مین پیش کیا گیا جب
الپ ارسلان کو یہ خبر پہونچی کہ رومینس گرفتار ہوگیا تو اول اوسکو یقین نہ آیا
کہ ایسی خوشی میرے نصیب ہو مگر جب اوسنے رومی قیدیونکے رونے
چلانے کی آواز سنی اور اپنے ایلچیو نسے تصدیق کی اوسوقت معلوم ہوا
کہ میری خوش اقبالی کا ستارہ چمک گیا لیکن اوسوقت الپ ارسلان نے
بہادری آدمیت کا کام کیا کہ رومینس کو اپنے قبضہ مین دیکھہ کر کسیطرح کی اوسکو
اذیت پہونچانی باسے غرقی کرنیکا قصد نہین کیا بلکہ برخلاف اوسکے جن لوگون نے
رومینس کی رفاقت ترک کردی تھی اور ایسے بہادر سردار کو چھوڑکر بھاگ گئے
تھے اونپر نفرین کی اور رومینس کے ساتھہ نہایت تواضع اور مہربانی سے
پیش آیا اور تبھی اوسکے سامنے ایسی بڑھکر بات نکی جس سے رومینس کو
غیرت یا ندامت ہوتی یا جس سے وہ اپنی عاجزی کو یاد کرتا اور اگر سچ
پوچھو تو رومینس نے اوسوقت بھی ایک ایسی نا ملایم بات کی جو اوسکی
شان کے خلاف تھی یعنی جب الپ ارسلان رومینس کے گرفتار آنے کے

بعد اوس سے ملنے گیا تو اوسنے رومینس سے پہلے یہی دریافت کیا کہ اگر
تم فتحیاب ہوتے اور مین اسیطرح مقید ہوکر تمھارے سامنے جاتا تو میرے
ساتھہ تم کیسے پیش آتے رومینس نے نہایت تکبر سے جواب دیا کہ ایسے کوڑے
لگواتا جو تم بھی یاد کرتے اور الپ ارسلان کی عالی ظرفی دیکھو کہ اوس
جواب کو سنکر چین بجبین بھی تو نہوا بلکہ مسکرا کر رومینس سے کہنے لگا کہ ہم
اب تمکو مجھسے کس سلوک کی توقع ہے اوسنے کہا کہ اگر تو بیرحم ہے تو مجھکو
قتل کریگا اور اگر تجھہ مین کچھہ نخوت اور خودبینی ہے تو مجھکو پابجولان
اپنی دار السلطنت تک گھسیٹتا لیجاویگا اور اگر تو فیاض طبع ہے تو مجھکو آزاد
کریگا الپ ارسلان نے اس بات کے سنتے ہی اسکو فوراً آزاد کردیا اور جسقدر
اور رومی افسر اسکے پاس قید تھے اونکو بھی رہا کرکے خلعت اور انعام عطا کیے
جس سے اسنے بخوبی اس بات کو ثابت کردیا کہ نہ تو اوس مین بیرحمی
تھی اور نہ وہ خودنما اور نہ شیخی کو پسند کرتا تھا جب رومینس نے الپ ارسلان کے
یہ احسان اور عنایتین دیکھین تو اوسنے الپ ارسلان سے وعدہ کیا

کہ مین تمکو بہت سا روپیہ بطور تاوان دونگا اور ہر سال کسیقدر خراج بھی دیتا رہونگا مگر رومینس کی بداقبالی کے زمانہ مین جن لوگون نے بے ایمانی سے اوسکا تخت دبالیا تھا اونھون نے پھر رومینس کو اوسپر قبضہ نہ دیا مگر تاہم رومینس اپنے عہد و پیمان پر ایسا ثابت قدم رہا کہ جس روپیہ کا وہ الپ ارسلان سے وعدہ کر آیا تھا اوسکو جہانتک اوس سے فراہم ہو سکا اوسنے ادا کیا جب الپ ارسلان کو رومینس کی ایسی ثابت قدمی ظاہر ہوئی تو وہ اوس سے نہایت خوش ہوا اور جن لوگون نے رومینس کا تخت دبا رکھا تھا اونکی سرکوبی کے لئے رومینس کا مددگار بننا چاہا اور ایک بڑا بھاری سامان لڑائی کا مہیا کیا مگر ہنوز اوسنے یہ طیاری ہی کی تھی کہ اوسکو خبر پہونچی کہ رومینس کو اوسکی نمکحرام رعایا نے قید کرکے قتل کر ڈالا

جب الپ ارسلان رومیونکی مہم کو فتح کر چکا تو اوسنے یہی عام صلح کی یہ ارادہ کیا کہ جو ملک در اصل سلجوقی خاندان کے تحت حکومت تھے

قایم ہوجاوے چنانچہ اوسنے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ جن ملکونسے ہمارے
باپ دادے کی اصل ہے اونپر بے دریغ حملہ کرے اور اپنی حکومت کے نشان
وہانکے میدانون مین جماوے اوسوقت الپ ارسلان کی حکومت عرب سے
لیکر دریای اکسس تک پھیلی ہوئی تھی اور رومنیس کی شکست کے بعد خوارزم کا
بھی بہت ساحصہ اوسکے قبضہ مین اگیا تھا اور اوسکی فوج مین دو لاکھ سپاہی
لڑائی کے لائق تھے چنانچہ جب اوسنے اس حملہ کا ارادہ کیا تو اول اوسنے دریا پر
ایک پل تیار کرایا اور بعد تیاری کے وہ نہایت آسانی سے دریا کے پار اوتر گیا
اور خوارزم مین ایک چھوٹے سے قلعہ برزم پر یوسف نامی سردار سے
مقابلہ ہوگیا مگر یہ ایسا نامسعود مقابلہ ہوا کہ اوسمین تمام اوسکا حوصلہ پست
ہوگیا اور عمر تمام بادشاہی زور شور کا بھی وہان خاتمہ ہوگیا مگر وہی فتح نہوا جب
الپ ارسلان نے دیکھا کہ یہ ناچیز قلعہ کسی طرح فتح نہین ہوتا اور اوسکے
سبب سے بڑی بڑی مہم رہی جاتی ہین تو اوسنے مجبور ہوکر وہانکے سردار کو
حضور مین طلب کیا اور سر دربار اوس سے سخت باتین کین اور اوسکے

مقابل ہونے پر اس ویچ سخت ملامت کی کہ اوسکو اوسکے سننے کی تاب نہ رہی اور
وہ بھی نہایت دلیری سے کے ساتھہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھا الپ ارسلان اوسکا
سخت جواب سنکر ایک جوش وخروش مین آگیا اور حاضرین دربار کو اشارہ
کیا کہ فوراً اوسکو مار ڈالو اوس سردار نے اپنے قتل کا اشارہ سنتے ہی یہ خیال کیا
کہ اب ہم تو مرتے ہی ہین اپنے حریف کو کیون زندہ چھوڑین یہ سوچکر اسنے بھی
اپنا خنجر کھینچ لیا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا الپ ارسلان کو چونکہ اپنی تیراندازی پر
نہایت گھمنڈ تھا اور وہ اپنے تیر کو تیر قضا ہی سمجھا کرتا تھا اسلئے اوسنے
درباریونکو منع کردیا کہ کوئی اوسکے حملہ کو نہ روکے اور اپنا تیر وکمان لیکر اوسکو
مارنا چاہا لیکن اوسوقت خود ہی تیر قضا کا نشانہ بن رہا تھا اسلئے اوسکا تیر
خالی گیا اور اس سردار کا وار پورا ہوا جسکے سبب سے الپ ارسلان فوراً
زمین پر گر پڑا اس حادثہ کے دیکھتے ہی درباریون نے اوس سردار کے
ٹکڑے کردئے اور الپ ارسلان کو دوسرے خیمہ مین لیگئے الپ ارسلان نے
اوسوقت درباریون سے مخاطب ہوکر کہا کہ یارو جو کچھ مجھپر گذرا وہ میری

تمام خیالی سے گذرا مجکو افسوس ہے کہ مینے ایک بزرگ شخص کی دو نصیحتون کو
بے سود سمجھ رکھا تھا جسکا مینے یہ خمیازہ پایا اوس بزرگ نے مجھے فرمایا تھا
کہ خبردار ایک تو تم کسیکو نظر تحقیر سے نہ دیکھنا اور دوسرے اپنے آپ کو بہت
بڑا نہ سمجھنا اور اپنی بہادری اور شجاعت پر نازان نہونا مگر مینے اپنی غلطی سے
اس سردار کو حقیر سمجھا اور اس نے تعداد لشکر اور شجاعت کے بھروسہ پر
اپنے آپ کو ایسا سمجھا کہ اورونکو اپنی مدد اور معاونت سے منع کردیا اور
مجکو یہ خیال ہوا کہ یہ کچھ نکر سکیگا مین ہی اوسکا کام تمام کردونگا چنانچہ میرے اس
خیال کا یہی نتیجہ ہوا کہ آخر مینے اپنی جان اپنے ہاتھ سے دی مجکو یقین ہے
کہ جو لوگ میرے اس انجام کو سوچینگے اونکو بخوبی ثابت ہوجاویگا
کہ انسان کی قوت اور بادشاہی زور ہرگز خدا کی تقدیر پر غالب نہین
آسکتا اس زخم کے بعد الپ ارسلان اتنی دیر جیا کہ اوسنے اپنے سامنے اپنے
بیٹے ملک شاہ کے سر پر تاج سلطنت رکھوا دیا اور اوسکی رفاقت کا عہد تمام
سردارون سے لیلیا اور دم واپسین اوسنے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اپنی

سلطنت کا انتظام نظام الملک وزیر کی صلاح سے کرے جو ایک بڑا خدا پرست
اور با تدبیر شخص تھا اور جسکی نسبت الپ ارسلان کا یہ خیال تھا کہ میری ترقی اور
کامیابی سب اوسی کی لیاقت اور نیک نیتی کا نتیجہ ہے الپ ارسلان کی
قبر شہر مرو مین ہے اور اوسکی قبر کے تعویذ پر یہ فقرہ لکھا ہے کہ ،، اے دنیا
کے لوگو ایک وقت تم نے الپ ارسلان کے عروج کا ڈنکا آسمان پر بجتے
دیکھا تھا اور اب آؤ اوسی کو خاک مین ملا ہوا دیکھ لو ،، جسکے دیکھنے سے
آدمی کے دل پر بڑا اثر ہوتا ہے

الپ ارسلان کے حالات اور باتونکو سنکر آدمی معلوم کر سکتا ہے
کہ وہ کس لیاقت اور حوصلہ کا بادشاہ تھا اور اوسکی ذات کیسی جامع
کمالات تھی اور علاوہ باطنی اوصاف کے خوبصورت اور وجیہ اور طاقتور
ایسا تھا کہ اپنے زمانہ مین نظیر نرکھتا تھا اوسکی بہادری اور فیاضی کا تمام
دنیا مین شہرہ تھا بے رحمی یا سختی کبھی اوسکے پاس ہوکر نکلی تھی البتہ
اگر اپنے مذہب کے کسیکو مخالف پاتا تھا اور اوسکو یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا

کہ حکم خدا کے موافق اوسکے ستانے مین کچھہ نقصان نہین ہے تو وہ اوسکے ساتھہ
سختی بھی کیا کرتا تھا اور ہمیشہ کافرونکو اسی بات پر مجبور کیا کرتا تھا کہ اپنا آبائی
مذہب اور اپنے بزرگونکا اتباع چھوڑکر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
کرین اوسنے اپنی تمام عمر سپاہیون کی طرح لشکر مین گنوائی اور ملک کا
تمام نظم ونسق اسکے وزیر کے ہاتھہ رہا جو مشرقی مورخونکی تحریر سے برالایق
اور ہوشیار ثابت ہوتا ہے چنانچہ ان مشرقی مورخون نے اوسکی مدح
وثنا مین بہت کچھہ لکھا ہے کہتے ہین کہ یہ نامی وزیر جسکا نظام الملک خطاب
تھا ہمیشہ اپنے بادشاہ کے عروج اور شہرت کی فکر مین رہا اور جہانتک
اسباب مین اوسنے کوشش کی وہ کامیاب ہوئی اور اوسکی لیاقت کا
اثر صرف اسی پر نہین تھا بلکہ اوسکے فضایل واخلاق نے الپ ارسلان کی
طبیعت مین بھی کچھہ اصلاح کردی تھی پس الپ ارسلان کی یاد مین کے
ہم بھی نہایت مداح ہین کہ اوسنے اپنی لیاقت سے ایسا بے نظیر وزیر
ڈھونڈ نکالا کیا اور اوسکی قدر کی اور اوس سے کبھی تند زبانی سے کام مع کے مداح ہین

کہ اوسنے اس وزیر با تدبیر پر ایسا کچھہ اعتماد کیا کہ نظم و نسق ملک مین
بالکل اوسی کی رایون کا پابند ہوگیا اور کبھی ایسی قسم کی روک ٹوک اوسکے
عمل درآمد مین نہین کی جسکا اثر یہ ہوا کہ تمام ملک مین عدل و انصاف ہوتا رہا
اور روز بروز اوسکی سلطنت وسیع ہوتی گئی اور ہر شہر مین مسجدین اور
مدرسے تیار ہوگئے علم کا فیض جاری ہوگیا غریب لوگون کی جان و مال
نہایت امن مین رہنے لگی غرض کہ جو ایک بڑے بادشاہ کے عہد مین ہونا چاہیے
وہ سب اوسکے عہد مین ہونے لگا اور فارس کے باشندے یہ کہتے
تھے کہ جن وحشی تاتاریون سے ہمکو بڑا اندیشہ رہتا تھا اور جنکے آنے کو ہم
ایک آفت ناگہانی سمجھے تھے اونکے فتحیاب ہونے سے تو ہمارے ملک کی
قسمت کھل گئی معلوم ہوتا ہے کہ اس وزیر مین جیسے اور امور کی لیاقت
تھی اور جیسے اوسکی نیک نیتی تھی ویسے اوس مین سپہ سالاری کی
نہ تھی لیاقت تھی اسیوجہ سے جن لڑائیون مین اوسکو جانیکا اتفاق ہوا
اونمین کبھی کامیابی نہین ہوئی اور خود اونکو بھی جسقدر اپنی عبادت اور

خداپرستی پر بھروسا رکھتا اوسنے قدر اپنی دلاوری اور شجاعت کا
خیال نہین تہا چنانچہ ایکمرتبہ بمقام فرس بن کسی گڈھی پر اسنے حملہ کیا اور
جب اوس حملہ مین وہ کامیاب نہوا تو اوسنے اس حکیمانہ خیال سے
اپنی دلجمعی کرلی کہ انسان کو ایکوقت کی مایوسی سے گھبرانا نہین چاہیے
کیونکہ گھبرانے سے مایوسی جاتی نہین رہتی بلکہ اور زیادہ ہوجاتی ہے اور ہرگز
کچھ ضبط نہین ہوا اور جب اوسکے غنیم سنے خود اپنے ہتیار ڈالدیے
اور پانی میسر نہ آنے کی وجہ سے وہ ناچار ہوگیا تو اوسوقت اوسنے یہ خیال کیا
کہ فتح میری بہادری کے سبب سے نہین ہوئی بلکہ خدا کی درگاہ مین
میری گریہ وزاری اور مناجات مقبول ہوئی مگر اوسکے خوشامدی لوگون نے
اس گڈھی کی فتح کو اوسکی ایک کرامت لکھا ہے لیکن اوس بہادر اور
[illegible] بادشاہ کو [illegible] کے [illegible] مین کچھ اس بابرکت و نور
کی [illegible] نہ پڑی تھی بلکہ وہ صرف اوس قسم کے ملکی انتظام کے واسطے
[illegible] بادشاہ اور روز بروز اونکی امیدین [illegible]

پوری ہوئین اور ان دونون نیکنامونکا حال ایک ہی تاریخ مین ایک ہی جگہ
لکھا ہے اور گو تواریخ کے دیکھنے سے یہ بات تو اکثر معلوم ہوتی ہے کہ
فلان بادشاہ نے اپنے فلان ملازم پر اسقدر اعتماد و اعتبار کیا مگر بہت
کم دیکھا گیا ہے کہ جس شخص پر فلان بادشاہ نے اسقدر اعتماد کیا تھا
اوسنے بھی اپنی نمک حلالی سے ایسی ایسی خدمات نمایان کین

جب الپ ارسلان کے بھائی قادر بیگ نے دیکھا کہ اس
تاج و تخت کا وارث ملک شاہ ہو گیا تو اوسکو یہ امر نہایت شاق گذرا
اور اوسنے جھگڑا پھیلایا کہ اس تخت و تاج کا اصلی وارث مین ہون الپ ارسلان کا
بیٹا نہین ہو سکتا چنانچہ اسی بنیاد پر اوسنے ملک شاہ پر حملہ کیا لیکن
ملک شاہ نے اوسکو شکست فاش دیکر گرفتار کر لیا اور ایک نہایت
مضبوط قلعہ کے اندر خراسان مین اسکو مقید کر دیا اسی عرصہ مین
ملک شاہ کی فوج بگڑ گئی اور اسنے باتفاق یہ بات کہی کہ اگر ہماری تنخواہ کا
اضافہ نہوگا تو ہم قادر بیگ کو تخت پر بٹھلا دینگے جب نظام الملک نے

یہ شورش دیکھی تو اوسنے بظاہر اونکی تسلی کی اور اُنسے کہا کہ اچھا تمہاری عرضی بادشاہ کے حضور مین پیش کرینگے مگر درپردہ اوسنے حکم دیا کہ قادر بیگ کو مار ڈالو تاکہ اس فوج کو کوئی لگاؤ باقی نرہے چنانچہ ایسا ہوا کہ جسوقت اوس فوج کو قادر بیگ کے مرنے کی خبر پہونچی اوسکے ہاتھہ پیر ڈھیلے ہو گئے اور سارے منصوبے بگڑ گئے اور اگر یہ فوج بگڑتی اور قادر بیگ کا نام نہ لیتی تو اس بیچارے قادر بیگ کی جان بچ جاتی جب یہ فوج تھکی تو اور باغیونکی بھی ملک شاہ نے بخوبی سرکوبی کی اور جس گروہ مین ملک شاہ کا بھائی تورتوش نامی سرغنہ تھا اسکو ایک بڑی بھاری شکست دی

ملک شاہ کے تخت نشین ہونیکے چند ہی روز بعد خلیفہ القایم نے اس جہان فانی سے رحلت کی اور چونکہ اصلی بادشاہی ملک شاہ کا تھا اس سبب خلیفہ القایم کی جانشینی کے واسطے کسیکا تجویز کرنا اوسی کی رای پر مفوض رہا پس اُسنے نظام الملک کے ایک بیٹے کو مسند پر بٹھا دیا

اور اوسکو حکم دیا کہ فلان شخص کو وہ خلیفہ القایم کا جانشین کردے

ملک شاہ ایسا صاحب اقبال شخص تہا کہ اپنے تہوڑے سے عرصہ مین

تمام ملک شام و مصر کو فتح کرلیا اور علاوہ شام و مصر کے بخارا اور خوارزم

اور سمرقند کو بہی تحت فرمان کیا اور پہر اوسکی فتح کچہہ اسی پر محدود نہین

رہی بلکہ جو قومین دریای جگزار شہر سے آگے رہتی تہین اونکو بہی اوسنے

اپنے زیر فرمان کرلیا اور کاشغر وغیرہ کے بادشاہ کو بہی اسبات پر مجبور

کیا کہ وہ اپنے ممالک محروسہ مین ملک شاہ کے نام کا سکہ جاری کرین اور

کچہہ سالانہ خراج بہی مقرر کردین ایکمرتبہ ملک شاہ دریای اکسس مین کشتی پر سوار

جاتا تہا اور نظام الملک اوسکا وزیر بہی اوسکے ہمراہ تہا اُسوقت

ملاحون نے بطور شکایت عرض کیا کہ حضور ہم لوگ اسپر تو نوکر ہین

اور تنخواہ ہمکو تمام انطاکیہ کی آمدنی مین سے ایک خاص حکم کے ذریعہ سے ملتی ہے

ہم لوگونکو اوس سے نہایت تکلیف ہے ملک شاہ نے یہ شکایت سنکر

نظام الملک کی طرف دیکہا اور کہا کہ یہ تکلیف ان لوگونکو کسکے حکم سے دیجاتی ہے

نظام الملک نے جواب دیا کہ جہان پناہ یہ حکم ان لوگون کی تکلیف کی غرض سے
نہین دیا گیا بلکہ حضور کی عظمت اور ممالک مقبوضہ کی وسعت ظاہر کرنے کے
واسطے دیا گیا ہے ملک شاہ کو نظام الملک کا خوشامد آمیز جواب بہت
پسند آیا اور جب ملاحون کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس حکم مین کچھہ ہماری
تکلیف یا نقصان مدنظر نہین ہے تو وہ بھی خوش ہو گئے اور پھر کچھہ شکایت
نہی کہتے ہین کہ ملک شاہ کو اپنی حدود سلطنت مین دورہ کرنیکا بارہ مرتبہ
اتفاق ہوا اگر ہماری رای مین جب ملکوں مین اوسنے دورہ کیا وہ خاص وہی
ملک ہونگے جو اوسکے زیر فرمان تھے ورنہ اگر حدود سلطنت سے وہ تمام
ملک مراد ہون جو اوسکے خراج گزار تھے تو کیا ٹھکانا ہے کیونکہ اس
حالت مین اوسکی سلطنت کی حد بحر قلزم سے لیکر دیوار چین تک تھی جہان
اوسکی سلامتی اور عروج کے برقرار رہنے کے واسطے اورشلیم اور مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ اور بخارا اور بغداد اور اصفہان اور رے اور سمرقند
اور کاشغر اور کنج مین ہر روز دعا مانگی جاتی تھی

مشرقی مورخون نے ملک شاہ کی بہت سی باتین ایسی لکھی
ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا نیک نیت اور دانشمند آدمی تھا انکا
بیان ہے کہ ایکمرتبہ تورتوش کی لڑائی سے پہلے ملک شاہ مسجد مین نماز
پڑھ رہا تھا جب نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے باہر آیا تو اوسنے
اپنے وزیر نظام الملک سے دریافت کیا کہ تمنے اسوقت کیا دعا مانگی تھی
نظام الملک نے کہا کہ مینے یہ دعا مانگی تھی کہ خداوند پاک حضور کو سلامت
رکھے اور تورتوش پر فتحیاب کرے ملک شاہ نے کہا کہ مینے تو یہ دعا
مانگی تھی کہ اگر تورتوس میرا بھائی بہ نسبت میرے حکومت کی زیادہ لیاقت
رکھتا ہو تو خداوند پاک میری جان اور میرا تاج و تخت لیلے پس اگر
اوسکی ایسی باتونکا خیال کیا جاوے تو بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے
کہ وہ ایک نہایت نیک شخص تھا اور اسیوجہ سے اوسکو وہ فتح
نصیب ہوئی ہوگی جسکو وہ اپنی خداپرستی کا صلہ خیال کرتا تھا مگر جسطرح
اسکی نیک نیتی کا شہرہ ہوا تھا اسی طرح اوسکی تمام نیکیان اسکی

اس حرکت سے برباد ہوگئین کہ اوسنے اپنی ایسے نیک نہاد وزیر کی چغلخوری کہنے سے آخر کو نہایت ذلت دی اور اوسکی ہلاکت کا باعث ہوا جبسے اوسنے یہ ناعاقبت اندیشی کا کام کیا اوسیوقت سے اوسکی تمام ناموری خاک مین ملگئی اور گویا اوسکی تقدیر بگڑ گئی یہانتک کہ جس قوم نے پچاس برس سے نظام الملک کی عزت و توقیر دیکھی تھی اوسنے ملکشاہ کی اس ابتری پر ذرا افسوس نکیا ہرچند کہ نظام الملک کے مارے جانیکے قصے طرح طرح پر لکھے ہین مگر جب سبکو دیکھا جاوے تو اصل مطلب مین سب یکسان ہین اس دانا اور نیک نیت وزیر کے مارے جانیکی اصلی سرگذشت یون بیان کی گئی ہے کہ ملکشاہ کی بیگم جسکو وہ لوگ خاتون ترکان کہتے تھے نظام الملک کی دشمن ہوگئی تھی اور اوسکا سبب یہ تھا کہ بیگم مذکور چاہتی تھی کہ میرا شیرخوار بچہ ملکشاہ کا ولیعہد ہو جاوے اور نظام الملک چاہتا تھا کہ اوسکا بڑا بھائی ولیعہد ہو جس مین ابتدا عمر سے آثار رشد و ہدایت نمایان تھے اور نظام الملک کے

میلان خاطر کی علامت تھی کہ وہ ہمیشہ سے اوس لڑکے کی تعلیم و تربیت
مین کوشش کرتا رہا تھا غرضکہ اس کاوش سے ایک روز ملک شاہ کی بیگم نے
ملک شاہ سے کہا کہ تمنے اپنے وزیر کو کیون اسقدر اپنے ملک پر حاوی
کر رکھا ہے تمام ملک کے معزز عہدہ و منصب اوسی کے بارہ بیٹے مامور ہین اور ہر ایک بجائے
ایک قوت مستقل ہے کیا تمکو اپنے انجام کی خبر نہین ہے اوسکے سامنے تمھاری
ہستی ایک نقطہ موہوم سے زیادہ نہین معلوم ہوتی ملک شاہ ان باتونکو
سنکر کسیقدر چونکا اور روز وزیر کی طرف سے اوسکے جی مین کھٹکا پیدا ہو گیا
اور اس کھٹکے کو اسباب سے اور زیادہ تقویت ہوئی کہ اوسی اثناء
مین ملک شاہ نے نظام الملک کے بڑے بیٹے کو حکم بھیجا کہ تم فلان شخص کو
فلان عہدہ پر ممتاز کردو مگر چونکہ وہ شخص درحقیقت اوس عہدہ کے
سرانجام کی لیاقت نرکھتا تھا اس سبب سے نظام الملک کے
بیٹے نے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل مین فی الجملہ تساہل کیا دشمن تو گھات
ہی مین تھے اونھون نے بادشاہ سے جاکر خبر دی کہ دیکھئے حضور اب یہانتک

نوبت پہونچی کہ آپ کے حکم کی تعمیل بھی نہین ہوتی ملک شاہ اسکے سنتے ہی
بیخود ہوگیا اور اوسنے فوراً حکم دیا کہ نظام الملک کا بیٹا برخاست کیا جاوے
اور اوسکے بجای وہ شخص مامور ہو جسکو ہمنے حکم دیا تھا چنانچہ فوراً اس حکم کی
تعمیل ہوئی اور نظام الملک کا بیٹا بڑی ذلت سے برخاست کیا گیا نظام الملک نے
ملک شاہ کی اس حرکت کو دیکھکر نہایت پیچ وتاب کھایا اور کچھہ کلمات رنج آمیز
زبان سے کہے یار لوگون نے ان باتون مین بھی نمک مرچ لگاکر بادشاہ کو خبر
دی اور کہا کہ نظام الملک کو آپکی اس حرکت پر نہایت غار ہے اور وہ اپنے
دل مین آپ سے نہایت کاوش رکھتا ہے ملک شاہ ان باتونکو سنکر اور زیادہ برہم ہوا
اور اوسنے حکم دیا کہ اچھا نظام الملک سے بھی اسیوقت سکہ دوات لے لو
اور تمغہ وزارت چھین لو نظام الملک نے تمغہ وزارت توفوراً بادشاہ کو سپرد کردیا
مگر یہ کہا کہ ایسے امن وامان کے وقت مین بادشاہ کو یہی شایان تھا کہ
مجھسے خیر خواہ وزیر کو علیحدہ کردے افسوس کی بات ہے کہ جس زمانہ
مین ملک کے اندر شور وشغب تھا اور ایک طوفان قیامت برپا ہو رہا تھا اوسوقت

بادشاہ نے مجکو اپنا معتمد علیہ بنایا اور اب اس کی حالت یہ ہے کہ وہ میرے
دشمنوں کے کہنے سے میری یہ رسوائی گوارا کرتا ہے وہ اس بات کو یاد رکھے
کہ میری وزارت کی ٹوپی اوسکے تاج شاہی کے ہم پلہ ہے ایسا نہو کہ اوسکو
اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑے نظام الملک کی یہ آخری تقریر بھی
جو ایک رنج و افسوس کی حالت مین تھی بادشاہ کے کان تک پہونچائی
گئی اور جہانتک بادشاہ کے افروختہ کرنے مین کارسازیان ہوسکین
نظام الملک کی اس تقریر کی آڑ مین اور زیادہ کی گئین یہانتک کہ ملک شاہ کے
دل مین غیظ و غضب کا بھبوکا اُٹھا اور جو باتین نظام الملک کی بطور
شکایت اوسنے سنی تھین اون سبکا اوسکو یقین ہوگیا جسکے سبب سے
ملک شاہ نے اپنے جور و عتاب کا کوئی دقیقہ نظام الملک کی نسبت فروگذاشت
نکیا چندروز بعد یہ بیچارہ نظام الملک اصفہان اور بغداد کے درمیان
اثنای سفر مین ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا کہتے ہین کہ اس قاتل کو خاص
اسی کام کے واسطے اوس وزیر نے نوکر رکھا تھا جو نظام الملک کے قایم مقام ہوا تھا

اور اس حرکت کا منشا یہ تھا کہ وہ اپنے دل مین اس بات سے ڈرتا تھا کہ مبادا ملک شاہ پھر نظام الملک کو بحال کر دے اور جب اوسکا کام تمام ہوجاویگا تو وہ خدعہ ہی جاتا رہیگا جسوقت اس نظام الملک کے خنجر لگا تھا اوسیوقت اوسکی حالت دگرگون ہوگئی تھی صرف تھوڑی دیر زندہ رہا تھا اور اس عرصہ مین اوسنے چند شعر بھی کہے تھے جنکا مطلب یہ تھا کہ ای بادشاہ میری زندگی کا بہت بڑا حصہ اس کام مین صرف ہوا کہ مینے تیرے ملک سے جور وستم کی بنیاد اوکھاڑی اور عدل وانصاف کا تخم بویا اب مین اپنے خدا کے حضور مین جاتا ہون اور جو کچھہ مینے اوسکی مخلوق کے ساتھہ کیا اوسکا حال اوسی کے دربار مین عرض کرونگا جو وفاداری اور راستبازی اور راونیکی سے مینے تمھاری سلطنت کے ساتھہ کی اوسکا استحقاق بھی مین اوسی دربار مین ثابت کرونگا میرا رشتہ حیات ترانوہ برس کی عمر مین ایک قاتل کے خنجر سے منقطع ہوا اب صرف اسیقدر آرزو باقی ہے کہ جو خدمتین اس سلطنت مین مینے کین اونکا سلسلہ اپنے بیٹے کے ہاتھہ مین چھوڑون اور اوسکو خدا کے سپرد کرون ان اشعار کے بعد اوسکا طائر روح قفس عنصری سے

پرواز کر گیا جب اوسکی نعش اصفہان مین پہونچی تو صدہا ہزارہا آدمی اوسکے
لئے روتے تھے اور جزع وفزع کرتے تھے اور جن لوگون نے اوسکی
نصیحتون اور نیکیونسے فیض پایا تھا وہ اپنا سر دھنتے تھے اوسکا جنازہ
نہایت عزت وتوقیر سے نکلا اور بڑی دھوم دھام سے دفن ہوا اوسوقت
جو واویلا اور فریاد اوسکے دفن مین تھی اور جسقدر رنج اوسکے فراق کا
لوگونکو تھا اوس سب کے خیال کرنے سے اس نامی شخص کے بھلائی کا
نہایت عمدہ ثبوت ملتا ہے

اس نامی وزیر کے انتقال کے چند مہینے بعد ملک شاہ بھی اس جہان فانی سے
رحلت کر گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ کو شہر بغداد سے نہایت انس تھا
چنانچہ اپنے مرنے سے چند روز پہلے اوسنے خلیفہ بغداد کو لکھا تھا کہ مین چاہتا ہون
کہ شہر بغداد کو اپنا دار السلطنت بناؤن خلیفہ نے اوسکے جواب مین لکھا کہ کچھ
مضائقہ نہین ہے مگر آپ دس روز کی مہلت دین اوسکے بعد آپکو اختیار
ہوگا پس ہنوز دس روز نہوئے تھے کہ ملک شاہ ایک ایسے مرض مہلک مین

مبتلا ہوا کہ اوس سے جانبر نہو سکا جب ملک شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکی
عمر اڑتیس سال کی تھی

جس شان و شوکت اور عظمت کی سلطنت ملک شاہ نے کی اور جسقدر
طاقت اپنے عہد حکومت مین اوسکو حاصل ہوئی اوس زمانہ کے بادشاہونمین
شاید کسیکو وہ بات نصیب ہوئی ہو ایران کی تواریخ کے دیکھنے سے صاف
یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسقدر وسیع سلطنت مین جسکی حد تاتار کے میدانو نسے
شروع ہو کر شام کے میدانون تک ختم ہوتی تھی کبھی ایسی امن چین
ہوئی جیسے کہ ملک شاہ کے عہد مین رہی جب سے ملک شاہ تخت نشین ہوا
اسوقت سے لیکر اوسکے اخیر زمانہ تک صرف ایک چھوٹا سا جھگڑا ہوا تھا
جسکا بانی اوسکا چچا اور بھائی تھا ہمکو اوسکی سلطنت کے عمدہ اور با انتظام
ہونے اور اوسکے وزیر اعظم کی نیکی دریافت کرنیکے لیے اس سے
زیادہ اور کسی ثبوت کی حاجت کچھ نہین ہے آخر تک اوسکی حکومت
اسی نامور وزیر کے اعتبار پر چلی صرف اپنے مرنے سے چند ہی مہینے

پہلے وہ اس سے کسیقدر بدگمان ہوا اوسکے زمانہ مین ملک کو رونق ہوگئی
تھی اور جا بجا شہر آراستہ کر دئے گئے تھے اکثر مسجدین اور مدرسے بھی
تیار ہوگئے تھے نہرین بہت سی جاری کر دی گئی تھین جنکے سبب سے زراعت کو
بہت کچھ فائدہ تھا ملک شاہ نے اپنی حدود سلطنت کے تمام نجومیون کو
مجتمع کرکے یہ حکم دیا تھا کہ وہ ایک تقویم تیار کرین چنانچہ کئی برس تک بہت سے
نجومی اوس تقویم کی درستی مین مصروف رہے اور انھین نجومیون نے
اپنی جانکاہی سے سنہ جلالی قایم کیا جو جلال الدین نامی بادشاہ سے
منسوب تھا اس جدید سنہ کے قایم ہونے سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ اوسکے زمانہ مین منجملہ اور علوم کے اس علم کیجانب زیادہ توجہ کیگئی تھی
چونکہ قوم سلجوق کی تواریخ مین ملک شاہ کی وفات کے زمانہ سے
لیکر سلطان سنجر کی تخت نشینی تک کے حالات مین بجز چند چھوٹی
چھوٹی لڑائیون کے اور کسی بات کا تذکرہ نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے
مناسب ہے کہ ہم بھی اس زمانہ کے خاص خاص حالات بیان کرنے پر اکتفا کرین

ملک شاہ کے انتقال کے بعد اوسکے چار بیٹے وارث تاج وتخت رہے مگر خاتون ترکان کی کوشش سے سلطنت کا تاج اوسکے چھوٹے بیٹے محمود کے سر پہ رکھا گیا جسکی عمر اوسوقت چار برس کی تھی اور خلیفہ وقت سے درخواست کی گیی کہ وہ محمود کے نام کا خطبہ پڑھے چنانچہ تخت نشینی کی رسم ادا ہونیکے بعد خاتون ترکان اصفہان کی جانب روانہ ہوئی اور ملک شاہ کا جنازہ اپنے ہمراہ لیا اصفہان میں اوسوقت ملک شاہ کا بڑا بیٹا برکیارک نامی موجود تھا مگر چونکہ اوسکے پاس کچھہ معتدبہ جمعیت نہ تھی اس سبب سے وہ ٹال کر رے کو چلا گیا اور نظام الملک متوفی وزیر کے بیٹے کو اپنے ہمراہ لیگیا پس اس وزیرزادے نے اپنے آقا کی ایسی رفاقت کی کہ اوسکی رفاقت کے سبب سے اوسکی بڑی تقویت ہوگئی یہانتک کہ نظام الملک کے تمام متوسلین اوسکے فرمانبردار ومطیع بنگئے جب برکیارک نے اس قسم کی جمعیت اپنے ہمراہ دیکھی تو اوسکو ہمت ہوئی کہ اب پھر اصفہان کو چلئے چنانچہ اسی عزم سے وہ اصفہان کیجانب روانہ ہوا خاتون ترکان نے جب برکیارک کو اس جمعیت سے آتے دیکھا

اور تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی تو مجبور ہوکر وہ وہان سے روانہ ہوئی
اور اپنا بہت سا خزانہ وہین چھوڑا اور اسی اثنا مین ملکہ اور اوسکے بیٹے محمود کا
بھی انتقال ہوگیا اس سبب سے خاتون ترکان کی تمام تدبیرین خاک مین
مل گئین اور چند روز بعد اون سب باتونکا خاتمہ ہوگیا

اسی عرصہ مین خلیفہ مقتدی باللہ کا بھی انتقال ہوگیا اور جب
برکیارک کو خلیفہ کے انتقال کی خبر پہونچی تو اوسنے وہان جانیکا قصد کیا
اور بغداد مین پہونچکر اوسنے خلیفہ کی گدی پر مستظہر باللہ کو خلیفہ کا
جانشین کیا اور مستظہر باللہ نے برکیارک کی طرف مخاطب ہوکر سلطان جہانگے
خطاب سے مبارکباد دی برکیارک بارہ برس تک حکمران رہا مگر اس بارہ
برس مین برابر ہنگامہ اور لڑائیان ہوتی رہین اور یہ لڑائیان اکثر تو اوسکے
رشتہ دارون اور قریبیون ہی کی جانب سے تھین جنکے ساتھہ تمام
بڑے بڑے سردار سلطنت بھی ملگئے تھے

برکیارک کا تو دائمی قیام گاہ بغداد تھا مگر اوسکے بھائی محمد نے

آذربیجان مین ایک مستقل حکومت قائم کر رکھی تھی اور تیسرے بھائی سنجر نے
تزنیب کوسینا مین ایک جداگانہ سلطنت بنا رکھی تھی اور اس سنجر نے اپنے
زور و قوت سے غزنی کے بادشاہونکو دبا کر اپنی سلطنت کو بہت کچھ
بڑھا لیا تھا یہانتک کہ وہ سب بادشاہ اوسکو محصول دیتے تھے
اور اپنا حاکم سمجھتے تھے سب بھائیون مین اس برکیارک ہی کا مزاج
اچھا تھا اور وہ ایک سلیقہ شعار بادشاہ اور دلیر تھا جب اصفہان سے
بغداد کو لوٹتے وقت اوسکا وقت اخیر آ پہونچا تو اوسکو بھی معلوم ہو گیا تھا
کہ یہ میرا دم واپسین ہے چنانچہ اوسنے مرنے سے پہلے اپنے تمام افسران
فوج کو طلب کر کے سب سے عہد لیا کہ میرے بیٹے کے ساتھ رفاقت کرنا اور کسی
وقت مین اوس سے بیوفائی نکرنا برکیارک کے بیٹے کا نام بھی ملک شاہ تھا اگر
وہ ملک شاہ ثانی کہلاتا تھا چنانچہ اس نوجوان شاہزادہ کو اپنے باپ برکیارک کی
وفات کے بعد میر ایاز کی دانائی اور جرأت کے سبب سے بڑی مدد ملی
اور بہت کچھ اوسکی تقویت ہوئی مگر تاہم برکیارک کے بھائی محمد نامی نے

جب اسپر حملہ کیا تو یہ شہزادہ اوسکے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور اپنے چچا کے
ہاتھون مقید ہوگیا اور اوسکے چچا نے بڑی دغابازی سے بغداد کو اپنے
قبضہ مین کرکے ایاز کو قتل اور اپنے بھتیجے کو قید کرکے اپنے آپ کو سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا
اس محمد کا عہد فتنا اون جھگڑونکے سبب سے جو ہمیشہ اوسکے
عہد حکومت مین ہوتے رہے اور ان لڑائیونکی وجہ سے جو اوسکی فوج کے
سپہ سالار یورپ کی اون قومونسے ملک شام مین لڑے جو شہر اورشلیم
اور بیت المقدس کو مسلمانونسے لینا چاہتے تھے مشہور و معروف
ہوگیا تھا اور جب محمد کا انتقال ہوا تو بجای اوسکے اوسکا بیٹا جانشین ہوا تھا
مگر اوسکو اوسکے چچا سنجر نے اوسبھر کر پست کردیا اور آخرکار اوسنے
اسبات پر قناعت کی کہ مجکو عراق کی حکومت بطور نائب السلطنت کے
ملجاوے چنانچہ عراق اوسکو مل گیا اور خطاب بھی اوسکا سلطان
ہی رہا مگر سنجر اوسکو ہمیشہ دبائے رہتا تھا اور اس فکر و تدبیر سے
اوسکو سر نہ اوٹھانے دیتا تھا کہ جو شخص اوسکا مخالف ہوتا تھا اوسکا سنجر مددگار

پہنچاتا تھا اوراس تدبیر سے لوٹا اونسنے اوسکو اسباب پر مجبور کیا تھا کہ جس شخص نے بصرہ کو لوٹا وہ بغداد پر حملہ کیا اوسکو کچھ پتہ نہ تھا اشیارات دسنے جاوین محمود کا انتقال مقام ہمدان مین ہوا تھا اور بعد مرنے کے وہ تمام عالم مین ایک رحم دل اور منصف بادشاہ مشہور ہو گیا اور گو محمود کو بھی منظور تھا کہ میرے بعد میرا بیٹا داؤد جانشین ہو لیکن اوسکے انتقال کے بعد مسعود اور سلجوق اوسکے بھائیون نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اپنے چچا سنجر کی مخالفت کا بھی ان دونون نے منصوبہ گانٹھہ لیا مگر اونکے اس منصوبہ سے کچھہ فائدہ نہ نکلا بلکہ سنجر نے ایران پر یورش کرکے اپنے بھتیجے طغرل کے ہی سر پر ایران کے جنوبی حصہ اور عرب کا تاج رکھہ دیا لیکن جب سنجر وہان سے لوٹا تو اس طغرل کی بادشاہت مین بڑا جھگڑا پڑا اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے سبب سے جسمین ایک عربی سردار اور موصل اور الپو کا خودمختار بادشاہ بھی شریک تھا ملک مین نہایت ابتری واقع ہوئی اور اسی زمانہ مین خلیفہ المسترشد باللہ اور خلیفہ الراشد باللہ کا ایران کے مفسدون کے ہاتھہ سے

مارا جانا اون واقعات مین سے جو بڑے مشہور و معروف واقعات مین شمار
کیا جاتا ہے مگر اب ہم ان جھگڑونکا ذکر چھوڑکر سلطان سنجر کی تاریخ لکھتے ہین
جسکو مسلمان مورخ خاندان سلجوقی کے بادشاہون مین اگر بہت بڑا نہین تو
بڑا نیک بخت ضرور تصور کرتے ہین

پہلے ہم بیان کر چکے کہ سنجر ملک شاہ کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کی
وفات کے وقت وہ خراسان کے تخت سلطنت کا مالک تھا اور جو خرابیان
اسکے بعد ظہور مین آئین اونکی کچھ اوسنے پرواہ نہ کی اور جب اوسکے بھائی
محمود کا انتقال ہوا تو وہ تخت ایران کا بھی مالک ہوگیا کیونکہ جو اوسکی بھتیجے
عراق اور بغداد کے قرب وجوار مین حکمران تھے وہ سب اسکی حکومت کے
مطیع تھے سنجر کا دار السلطنت خراسان تھا مگر اسنے خراسان کی ایکطرف
دریای سندھ سے آگے اور دوسری طرف دریای جگزارتیز تک اپنی
سلطنت کو پھیلا دیا تھا اور خاندان غزنی کے ایک بادشاہ بہرام شاہ نامی
جسکا دار السلطنت اوس عرصہ مین لاہور تھا اپنا خراج گذار بنالیا اور

باوجودیکہ علاؤالدین غوری ایسا زبردست شخص تھا کہ اوسنے بہرام شاہ کو شکست
دیکر اوس سے غزنی کو چھین لیا تھا مگر سنجر کے رعب نے اوسکو بھی پست
کردیا اور آخر کار وہ بھی اوسکے باج گذارون مین بنگیا اول اول اوسنے
سنجر کا ہی مقابلہ کیا تھا مگر جب وہ سنجر کے ہاتھون قید ہوگیا تو اوسنے
اسی شرط سے رہائی پائی کہ وہ ہمیشہ خاندان سلجوقیہ کا خراج ادا کرتا رہے
اوسکے بعد سنجر نے سمرقند و بخارا پر حملہ کرکے اوسکو اپنے زیر فرمان کرلیا
اور اپنے فخر و شان ظاہر کرنیکی غرض سے یہ طرفہ کام کیا کہ اپنے خدمتگار کو
خوارزم کی حکومت بخشدی اور جب یہ خدمتگار خوارزم کا حاکم ہوکر سنجر کے
دربار مین سلام کے واسطے آیا تو اوسنے سنجر کے حضور مین اوسی شاہانہ
لباس سے اپنی معمولی خدمت کا کام کیا چنانچہ سنجر کے خوشامدی مورخون نے
خاص اسی واقعہ کی بنا پر یہ لکھا ہے کہ سنجر ایسا بادشاہ تھا جسکی خدمتگاری
سے بادشاہ اپنا فخر سمجھتے تھے

جسطرح سنجر کو ایسی بڑی بڑی ترقیان تھوڑے عرصہ مین حاصل ہوئین

اسي طرح چشم زخم فلک سے اسیر زمانہ کا انقلاب بھي ایسا ہوا کہ پھر
نہ سنبھل سکا اور ابتداء انقلاب اسوقت سے ہوئي جبکہ وہ اسے اپنے
ناعاقبت اندیش مشیروں کے کہنے سننے سے غورخان حاکم کرا کہانی پر
حملہ کرنیکے ارادہ سے ملک تاتار مین جا گھسا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ غورخان کے
مقابلہ مین اوسکو سخت ہزیمت اوٹھاني پڑي اور فوج ہلاک تباہ ہوگئی مال و
اسباب غارت ہوگیا زن و فرزند سب مخالفوں کے ہاتھہ گرفتار ہوگئے
اور خود صرف ایک اپني جان بچا کر خراسان کیطرف بھاگ گیا جہان اوسکو
ایک خوشامدي شاعر نے قصیدہ دیا اور اوسمین یہ مضمون باندھا کہ
سواي خداوند پاک کے اور کوئي چیز دنیا مین ایسي نہین ہے جو انقلاب پذیر
نہو پس گو اس شاعر نے اوسکي تشفي اور دلدہي کي بہت سي باتین بنائین
مگر اوسکو اسبات کي کچھہ خبر نہوئي کہ جس بادشاہ کي مین تسکین کرنا چاہتا
ہون اوسکي قسمت مین اس سے بھي بڑھکر مصیبتین لکھي ہین جنمین سے
پہلي مصیبت تو یہي ہوئي کہ غزني کي جب قوم ترکمان معمولي خراج کے

اوا کرنے سے منکر ہوئے اور سنجر کی اطاعت سے اونسے انحراف کیا تو سنجر نے اونپر
حملہ کرنیکا قصد کیا اور جب کہ کارزار گرم ہوا تو سنجر ہی کو شکست ہوئی اور
آخر کار گھبرا کر اپنے دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گیا اور گو قید ہونیکے بعد چند روز
مخالفون نے سنجر کی تعظیم و تواضع کی مگر پھر ایسی شدت اور سختی کی
کہ ایک وحشی قوم سے متوقع تھی چنانچہ وہ لوگ دن کو تو اوسکو ایک
تخت پر بٹھلایا کرتے تھے اور جب رات ہوتی تو ایک لوہے کے پنجرہ مین
وحشی جانور کی طرح اوسکو قید کر دیتے تھے سنجر کے قید کے زمانہ مین
اوسکی ملکہ نے اوسکے تمام ملک پر حکمرانی کی اور نہایت ہوشیاری سے
اوسکو سنبھالے رہی مگر حسب اتفاقات قضا و قدر اسی اثنا مین
ملکہ کا انتقال ہو گیا اور اوسکا ملک بے سر رہگیا جب سنجر کو ملکہ کے انتقال کی
خبر پہونچی تو اوسنے طرح طرح کی تدبیرونسے اپنی رہائی کی فکر کی
اور آخر کار رہا ہو گیا مگر رہائی کے بعد چند روز گذرے تھے کہ اوسکی
اجل کا پیام آ پہونچا جسکے سبب سے بناچاری اوسکو دنیا چھوڑنی پڑی

مورخون کا بیان ہے کہ قید سے رہا ہو کر جو سنجر نے اپنی ملک کی حالت کو حد سے
زیادہ خراب و خستہ پایا تو اوسکو سخت صدمہ ہوا جسکی برداشت نکر سکا
بلکہ روز بروز اوسکے سبب سے اوسکی حالت خراب ہی ہوتی گئی اور ملک کی
حالت خراب دیکھ کر اسقدر غمناک ہونے سے بخوبی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ اس بادشاہ کو اپنی رعایا کا بہت بڑا خیال تھا اور یہی وجہ ہے خیال کیا جاتا ہے
کہ جو تعریف اس بادشاہ کی مشرقی مورخون نے کی ہے وہ سب درست ہے
اوسکی رحمدلی اور عدل پروری تمام دنیا مین مشہور ہے کہ سب اوس سے
واقف ہون گے اور اوسکی دلیری اور شان و شوکت بھی شہرہ
آفاق ہے

جب سنجر کا انتقال ہوا تو اوسکے بعد ملک کا رشتہ انتظام خاندان
سلجوقیہ کے مختلف قبائل کے لڑائی جھگڑونکی بدولت ٹوٹ گیا اور
ایک عام پریشانی جملہ اطراف و جوانب مملکت مین پھیل گئی مگر اون
لڑائیون مین سب سے آخر فتح جس شخص کو ہوئی وہ طغرل سوم تھا جسنے

ستونی نے انگریزی مین اس قصیدہ کا ترجمہ بھی کیا ہے جس سے اوسکا مضمون بابت فصاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے ۱۲

اپني مردانہ ہمت سے بہت کچھہ زور و قوت حاصل کر لي اور اپنے دشمنون کو
مغلوب کر کے حاکم ہو گيا اور خود مختار بازيان اور سازشين اوسکے سردارون نے
کرني چاہي تھين اون سب کو حرف باطل کيطرح محو کر ديا اور خود ديسے ہي مشغلے
کرني شروع کين مگر جو سردار طغرل سے دل مين ناراض تھے اور بظاہر مين
خير خواہ بنے ہوئے تھے اونھون نے خوارزم کے حاکم کو جو سنجر کي وفات
کے بعد ايک خود مختار بادشاہ بن بيٹھا تھا اسبات پر آمادہ کيا کہ طغرل پر
ايک ايسا حملہ کرنا چاہيئے جس سے تمام فضاي عيش و سير تنگ ہو جاوے
طغرل اس سازشي مشورہ کي اصليت سے آگاہ نہوا اور اوس کے حملہ کے
لئے مستعد ہو گيا اور چونکہ پردہ غيب مين طغرل کے لئے کچھہ اور ہي
مستور تھا اسوجہ سے خوارزم کے حاکم کے مقابلہ مين اوسکي فوج کو شکست ہوئي
اور خود وہ ميدان جنگ مين مارا گيا

مشہور ہے کہ اس لڑائي مين طغرل نے ايسي داد شجاعت دي
جو آجتک يادگار ہے جسوقت وہ دشمن کے مقابلہ کو چلا تھا تو شراب ناب مين

چور ہورہا تھا اور نشہ جوانی اوسکے سر مین بھرا ہوا تھا اور فردوسی کے چند اشعار
آبدار بطور رجز جوش کے ساتھ پڑہتا جاتا تھا کہ یکایک وہ اپنے گھوڑے سے
گرا اور شاہ خوارزم نے اسوقت کو غنیمت سمجھکر ایسی حالت مین فوراً اوسکا کام
تمام کیا جسکے تمام ہوتے ہی گویا سلجوقی خاندان کا سلسلہ تمام ہوگیا

اس خاندان کی حکومت طغرل اول کے آغاز عہد سے لیکر طغرل
سوئم کے وقت انتقال تک ایکسو اٹھاون برس رہی اور جو لوگ اس گروہ
مین سے ملک کرمان پر حاکم رہے وہ اپنے آپ کو سلطان کے
خطاب سے مخاطب کرتے تھے حالانکہ اونکی حکومت ایک صوبہ کے
گورنرون کی حکومتون سے کچھ ہی زیادہ ہوتی تھی اور اونکا دستور تھا
کہ جب ملک کے بادشاہ کو زبردست اور طاقتور دیکھتے تھے تو اوسکے
مطیع ہوجاتے تھے اور اگر کمزور دیکھتے تھے تو اوس سے منحرف ہوجاتے تھے
سلجوقیونکی قوم تاتار ایشیای کوچک اور شام و مصر مین پہیل گئی اور بہت جلد ترقی
حاصل کی مگر جرمن سردارون نے ان ملکونکو فتح کیا تھا جب اونہون نے

اپنے ولی نعمتون کی تعظیم و تکریم کو بالکل چھوڑ دیا

ان قوموں مین آکیونیم اور الیپو کی گورمنٹین اپنی شجاعت و نیکنامی

مین زیادہ مشہور ہین کیونکہ جو مذہبی لڑائی یورپ کی قوموں کے ساتھ ہوئی تھی

جو مذہب کی حمایت کے واسطے متفق ہوگئی تھیں اوس لڑائی مین ان دونون

گورنمنٹون نے نہایت ثابت قدمی ظاہر کی تھی لیکن باوجود اس شہرت کے

بھی اوس شخص کے اقبال نے آخرکار اون دونون گورنمنٹونکا بھی عرصہ

اقبال تنگ کردیا جو کردستان کے پہاڑون کی جانب سے آیا اس شخص کا

نام صالح الدین تھا اور اوسکے باپ کا نام نظام الدین ایوب تھا جو ابتدا مین قلعہ

ترکیت کا کوتوال تھا اور اوسکے بعد نورالدین محمود حاکم بلبیک کے دربار مین

اوسکو عزت ملی کہتے ہین کہ نظام الدین نے قلعہ ترکیت کی کوتوالی اس

مجبوری سے چھوڑی تھی کہ اوسکے بھائی شیرکوہ نے ایک بڑے عالی خاندان

شخص کو اس کا دشمن سمجھکے قتل کر ڈالا تھا کہ اوسنے ایک لاوارث بیوہ کو

بےعزت کیا تھا پس جب ترکیت کو اونھون نے چھوڑا اور نورالدین محمود کے

دیار میں اونھوں نے پناہ لی تو دربار کی طرف سے شیرکوہ کو یہ خدمت
عطا ہوئی کہ یورپ کی قوموں کے مقابلہ میں وہ ایک فوج لیجاوے اور والی
مصر کی مدد کرے چنانچہ شیرکوہ نے اس خدمت کی تعمیل کی اور صلاح الدین
بھی اپنے چچا کے ہمراہ مصر میں پہونچگیا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ گورنمنٹ
مصر کا وزیر ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب والی مصر نے انتقال کیا
تو یہ صلاح الدین وہان کا حاکم ہوگیا اور شام ملک کا نظم و نسق اپنے قبضہ اقتدار
میں کرلیا اور اس خوبی سے اوسنے حکومت کی کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں
تمام ملک شام کو اوسنے اپنے تحت فرمان کرلیا اور اپنے عہد حکومت
میں اوسنے مذہب اسلام کی اسقدر حمایت کی اور اوسکی ترقی میں ایسی
کوشش کی کہ وہ مذہب کے حامیوں میں ایک نامآور دلاور مشہور ہوگیا
مشرقی مورخون نے اس بہادر بادشاہ کی بہت کچھ تعریف
و توصیف کی ہے اور اوسکو نہایت منصف دل والا دلیر اور دانشمند
اور منتظم لکھا ہے مگر ہمکو اوسکی مہمات اور بڑے بڑے کاموں سے کے

بیان کی طرف متوجہ ہونا اس کتاب کے مطلب سے خارج معلوم ہوتا ہے،

خوارزم کا بادشاہ تاکش نامی جسنے طغرل سوم کو مغلوب کیا تھا

اوس بادشاہ کی اولاد میں سے تھا جو سنجر کا جام بردار تھا پس اوسکے

انتقال کے بعد خوارزم کے جگہہ اوسکا بیٹا محمد نامی وارث تاج و تخت

ہوا پس اوسکے ابتدا عہد میں جو حکومت نہایت رونق اور ترقی پر رہی مگر

انجام کار جنگیز خان ہلاکو کے ہاتھ سے اوسکی پر رونق سلطنت خراب

ہوگئی اور ملک غارت ہوگیا اور اوسکے اہل و عیال جنگیز خان کے ہاتھ

قید ہوگئے پس ان صدمات کی وجہ سے محمد ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ بحر

کسپین کیطرف بھاگ کر چلا گیا اور ایک چھوٹے سے جزیرہ میں استرآباد

کے قریب پہونچکر مر گیا اوسکے بعد اوسکے بیٹے جلال الدین نے جو اس

خاندان میں سب سے پچھلا بادشاہ ہوا ہے اپنے باپ کا جانشین ہوکر

صدہا طرح کے مصائب کی برداشت کی اور اس طوفان ہلاکو بری دلیری سے

بچتا رہا مگر آخر کار اوسکی گردش تقدیر نے ظہور کیا اور اپنے طالع کے

انقلابونسے ناچار ہوگیا یہانتک کہ جو لوگ پہلے بڑے محب اور ہواخواہ تھے
وہی اوسکے مخالف بنگئے اور اوسی پر ایک زمانہ وہ گذرا تھا جسمین وہ دریا سے
سندہ سے گذر کر اپنے دشمنونسے جا بھڑا تھا اور اونکو مار کر بھگا دیا تھا
جسکے سبب سے چنگیزخان نے بھی اوسکی بڑی تعریف کی تھی اور اوسی
پھر وہ زمانہ آیا کہ وہ سست اور کاہل مشہور ہوگیا اور اپنی بے اعتدالیونسے
بدنام ہوگیا اور علے العموم سب کے دلون مین اوسکی طرف سے ایک
نفرت بیٹھ گئی غرضکہ جس خوبی اور نیک نامی کے ساتھ اوسکے
عہد کا آغاز ہوا تھا اوس سے بدرجہا بڑھکر بدنامی کے ساتھ اوسکا
انجام ہوا اور جیسی دلیری اور شان دلاوری اوسنے اول اول ظاہر کی
تھی ویسی ہی نامردی کے ساتھ وہ مغلونکے لشکر کی تاب مقابلہ نلایا اور میدان کارزار سے
بھاگ کر کوہستانکے پہاڑون مین جا چھپا جہان اجل اوسکی تاک مین لگی ہوئی تھی کہتے
ہین کہ ایک شخص کے بھائی کو اوسنے قتل کرا دیا تھا پس اوس شخص نے اوسپر یہ
موقع پاکر اپنے بھائی کے عوض مین اوسکو مار ڈالا